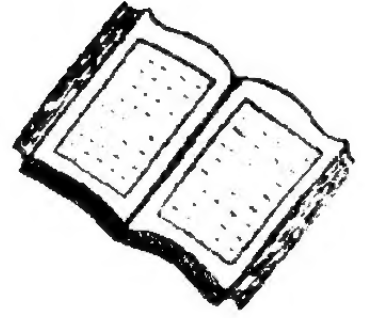


بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



جمال و حسن قرآن نور جان ہر مسلمان ہے
قر ہے چاند اور روں کا ہمارا چاند قرآن ہے



دہلی ۱۹۶۷ء

الفقران

خلافت نمبر

مدیر مسئول

ابوالعطاء جالندھری



شبیه مبارک سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جلد ۱
شماره ۱
مئی ۱۹۶۷ء
الفرقان
خلافت نمبر
صفر المظفر ۱۳۸۸ ہجری قمری
ہجرت ۱۳۴۶ ہجری شمسی
الفہرست

۲	حضرت یحییٰ مودودی علیہ السلام کے کلمات طیبات	• حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل
۳	ایڈیٹر	• حضرت امام مہدی کا مقصد بعثت تکمیل اشاعت دین ہے
۶	حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے قلم مبارک کے	• خلافت راشدہ کے سات امتیازات
۸	افادات حضرت اتم المؤمنین رضی اللہ عنہما	• نبوت کے فیوض کو خلافت کے ذریعہ دوام حاصل ہوتا ہے
۹	ایڈیٹر	• خلافت راشدہ کی عظیم برکات (حضرت لانا محمد علی صاحبزادہ کے شاہد)
۱۵	جناب مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری	• الخلافة الاسلامیة الاحمدیة (نظم)
۱۷	جناب مولانا دوست محمد صاحب شاہد	• خلافت کا بابرکت نظام
۲۲	جناب چودھری عبدالسلام صاحب انجمن اہل حق	• بقائے عزت انساں خلافت کی بقا پر ہے (نظم)
۲۵	جناب مولانا محمد صادق صاحب فاضل سرائی	• خلافت کی اہمیت
۲۶	جناب مولوی محمد یار صاحب عارف	• مقام خلافت اور حضرت خلیفۃ اول کے ارشادات
۳۱	جناب چودھری محمد صدیقی صاحب الم ۱۰۷	• خلیفہ کا مقام اور اس کی اہمیت
۳۲	جناب شیخ مبارک احمد صاحب فاضل	• آیت استخلاف اور غیر امور خلفاء
۳۳	جناب مولوی عزیز الرحمن صاحب منگلا	• خلافت کا انعام اور ہماری ذمہ داریاں
۳۴	ایڈیٹر	• انجمن کی جانشینی کا مفہوم
۳۸	جناب امین اللہ خان صاحب ساک	• حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایہ اللہ بنصرہ کے حضور (نظم)
۳۹	جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد	• حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایہ اللہ کا آسمانی خطاب "صادق"
۴۱	سیدی حضرت میرا شیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ	• اسلام میں خلافت کا نظام
۵۴	ایڈیٹر	• خلافت کے متعلق غیر مبایعین کا غیر اسلام موقف

ضروری اعلان
یہ خلافت نمبر صرف ماہ مئی کا رسالہ ہے۔ جون کا شمارہ انشاداً مقررہ وقت پر اچھون
کو علیحدہ شائع ہوگا۔ پہلے خیال تھا کہ خلافت نمبر ماہ مئی و جون کا اکٹھا غیر ہما سہ لے بعض
کامیوں کے اوپر مئی جون اکٹھا کیا ہے مگر جماعتی ضرورتوں کے پیش نظر نرا سلسلہ کہ قارئین کرام کو زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑے اب
فیصلہ کیا گیا ہے کہ جون کا نمبر علیحدہ شائع ہوگا۔ احباب مطلع رہیں۔
(میںجہ الفرقان ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیباً

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل

خلافت راشدہ کے دورِ اول کے پہلے خلیفہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ:-

”وَمِنْ حَسَنَاتِ الصِّدِّيقِ وَ مَرَايَا الْخَاصَّةِ أَنَّهُ خَصَّ لِمُرَافَقَةِ سَفَرِ
الْمُهْجَرَةِ وَ جَعَلَ شَرِيكَ مَضَائِقِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ وَ أُنَيْسَةَ الْخَاصِّ رِفَافِ
بِالْكَوْرَةِ الْمُصِيبَةِ لِيَثْبُتَ تَخَضُّعُهُ بِمَحَبُّوبِ الْحَضْرَةِ وَ سِرُّ ذَلِكَ
أَنَّ اللَّهَ كَانَ يَعْلَمُ بِأَنَّ الصِّدِّيقَ أَشْجَعُ الصَّحَابَةِ وَ مِنَ الثَّقَاةِ وَ
أَحَبُّهُمْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ مِنَ الْكُمَاةِ وَ كَانَ فَلَانِيًّا
فِي حُبِّ سَيِّدِ الْكَائِنَاتِ وَ كَانَتْ اعْتَادَ مِنَ الْقَدِيمِ أَن يَمُوتَهُ وَ يُرَاعِي
مُسْمُوتهُ فَأَسْلَبَ بِهِ اللَّهُ نَبِيَّهٖ فِي وَ قْتُ عُبُوسٍ وَ عَيْشٍ بُؤْسٍ وَ خَصَّ بِأَسْمِ
الصِّدِّيقِ وَ قُرْبِ نَبِيِّ الثَّقَلَيْنِ وَ أَفَاضَ اللَّهُ عَلَيْهِ خَلْعَهُ ثَانِي الثَّانِينَ وَ جَعَلَهُ
مِنَ الْمُخْصَّصِينَ“ (بترانہ خلافت از روحانی خزائن ص ۲۳۵)

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خوبیوں اور مخصوص فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کو ہجرت کے سفر میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق خاص بنایا گیا اور حضورؐ کی مشکلات میں آپ کو حضورؐ کے ساتھ شریک کیا گیا اور ہر صید کے وقت آپ کو حضورؐ کا انیس خاص رکھا گیا تاکہ آپ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص تعلق ثابت ہو سکے۔ اسی میں یہ راز مضمر ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ جانتا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سب صحابہ میں سے زیادہ ہر می اور تقی اور بہادر ہیں اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین صحابی ہیں۔ وہ حضرت سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا تھے اور ابتداء سے ہی آپ کی مدد کو تھے اور جملہ کاموں میں آپ کے ہمے طرح معاون و مددگار بننے کے عادی تھے پس آپ کے وجود کو اللہ تعالیٰ نے مشکل اور تنگ وقتوں میں نبی کا موجب بنایا۔ آپ صدیق کے نام سے موسوم ہوئے ہیں و اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب خاص سے مخصوص کئے گئے اور آپ کو غارِ سرا میں ثانی الثنائین ہونے کی خلعت عطا فرمائی اور حضورؐ کا خاص خاص محبت آپ کو بنایا۔

اداریہ

حضرت امام مہدی کا مقصد بعثت تکمیل اشاعت دین ہے

اس کام کے لئے خلافتِ اشدہ ضروری ہے

رسالہ الوصیۃ میں نظام وصیت اور نظام خلافت کا بیان ہے !

نئے مسیح موعود اور امام مہدی علیہ السلام کی بعثت مقرر فرمائی۔ اور یہ بعثت درحقیقت رسول مقبول علیہ السلام کی بعثت کی ہی بعثتِ ثانیہ ہے۔ اُمتِ مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ تکمیل اشاعت دین مسیح اور مہدی کے زمانہ میں ہوا ہے۔ جملہ مفسرین نے اسے تسلیم کیا ہے۔ حضرت سید محمد اکمل صاحب شہیدؒ نے بھی لکھا ہے کہ :-

”از الجملہ بعض مومنین کا ایفاء ہے کہ حق جل و علانی اپنے رسول کو ان سے موعود فرمایا پس ان میں سے بعض کا ایفاء پیغمبر کے ہاتھ سے ہوا اور بعض کی آپ کے نائبوں کے ہاتھ سے تکمیل ہوئی چنانچہ ارشاد ہے :-

هو الذي ارسل رسوله
بالهدى ودين الحق يظلمه
على الدين كله (توبہ وغیرہ)

خلافتِ راشدہ کا دور نبوت کا تتمہ ہوتا ہے اور اس کا قیام انہی اغراض و مقاصد کے لئے ہوتا ہے جو نبوت کے اغراض و مقاصد ہوتے ہیں۔ گویا خلافت نبوت کے مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بنتی ہے اور نبی کی تحریری کی حفاظت و آبیاری کے لئے اشد تعالیٰ خلفاء کو مقرر فرماتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے آخری دور میں مسیح موعود و مہدی معبود کی بعثت کی بشارت دی ہے۔ بگڑی ہوئی اُمت کی اصلاح کیلئے مسیحا کا آنا ضروری تھا اور قوموں کی ہدایت و رہنمائی کی غرض سے مہدی کی بعثت ضروری تھی۔ یہ دونوں نام آخری زمانہ میں مبعوث ہونے والی عظیم شخصیت کے کام کے دو بڑے پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اشد تعالیٰ نے تکمیل دین کا اعلان فرمایا جیسا کہ آیت کریمہ الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ سے ظاہر ہے تکمیل اشاعت دین کیلئے اشد تعالیٰ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ
الوصیت میں تکمیل اشاعت دین کے پروگرام
کو جماعت کے سامنے رکھتے ہوئے فرمایا کہ:-

”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام

روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں

آباد ہیں یکساں اور یکساں ایشیا۔

ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں تو حید

کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین

پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے

جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں

مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق

اور دعاؤں کی پیروی نہ کرو“ (الوصیت)

اس عظیم پروگرام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے حضرت

مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کے سامنے ادنیٰ تو

نظام وصیت کو پیش فرمایا تا تمام مخلص احمدی مرد اور

عورتیں اپنے اموال کا کم از کم دو سو سال حصہ اشاعت دین

میں خرچ کرتے رہیں اور یہی و تقویٰ کی زندگی بسر کر کے

جنت کے وارث ہوں۔ دو کمرے آپ نے افراد

جماعت کو عظیم بشارت دی کہ میرے بعد بھی اللہ تعالیٰ

اسی طرح جماعت کو نبھانے کے لئے مسلسل خلافت

کو قائم فرمائے گا جیسا کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلافت کو قائم کیا تھا۔

تحریر فرماتے ہیں:-

”پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے

خدا تعالیٰ کے اس مجرہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ

وہ ذات پاک وہ ہے جس نے اپنے

رسول کو ہدایت اور دین حق کے

ساتھ بھیجا تا کہ اسے سب ادیان سے

ممتاز کر دے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ ظہور دین

کی ابتدا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

کے زمانہ میں ہوئی اور اسکی تکمیل

حضرت ہمدی علیہ السلام کے

ہاتھ سے ہوگی اور ایسا ہی قیصر

کسری اور ان کے خزانہ کی ہلاکت

تباہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو اس کا وعدہ دیا گیا تھا مگر ظہور اس

کا خلفائے راشدین واقع ہوا۔

(منصب امامت ص ۷)

گویا ظہور دین کی تکمیل حضرت ہمدی علیہ السلام کا کام ہے۔

پھر اسی سلسلہ میں حضرت سید محمد باعلیل صاحب شہید لکھتے ہیں:-

”یہ بھی امر ظاہر ہے کہ حضرت ہمدی

علیہ السلام کی خلافت خلافت اللہ

سے افضل انواع میں سے ہوگی۔

یعنی وہ خلافت منتظمہ محفوظ ہوگی“

(منصب امامت ص ۷)

گویا امام ہمدی علیہ السلام کا کام تکمیل اشاعت دین

ہے اور اس کے لئے ویسا ہی سلسلہ خلافت اللہ

ضروری ہے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

بعثت اولیٰ کے بعد قائم ہوا تھا۔

اسلام کی آغوش میں آنے والے نو مسلموں کی روحانی تربیت کی جائے۔ یہ کام خلافت راشدہ کے نظام کے ذریعہ ہی سرانجام پاسکتے ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت راشدہ کا قیام از بس لازمی تھا۔ اس کے بغیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد ہرگز پورا نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے جماعت احمدیہ کو نعمت خلافت سے نوازا اور ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کے تاریخی دن میں اجماعی طور پر جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفہ حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ منتخب ہوئے۔ آپ کے بعد بھی یہ نعمت خلافت جماعت احمدیہ کے شامل حال رہی اور خلیفہ دوم حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلیفہ ثالث حضرت میرزا ناصر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ جماعت احمدیہ کی قیادت فرما رہے ہیں اور تکمیل اشاعت دین کے بنیادی مقصد کو زیادہ سے زیادہ پورا کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو اور غیر معمولی فتوحات سے نوازے۔ آمین تم آمین +
(الوالعطاء)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوئے تھام لیا۔ اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَكَيْسَكُنْتُمْ لَهُمْ دِيْنَهُمْ اَئِذْ اَتَقَفَا لَهُمْ وَكَيْسَكُنْتُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اٰمَنًا (الوصیت ص ۷)

پس ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشن تکمیل اشاعت دین ہے اور یہی امر قرآن مجید، احادیث نبویہ اور بزرگان ائمتہ کے اقوال سے برہن ہے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اسی کو اپنا مقصد بعثت قرار دیا ہے۔ اس مقصد کے پورا ہونے کے لئے ایک تو جماعت کی مسلسل مالی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ دوسرے اس کے لئے نظام خلافت کی ضرورت ہے جس کے ماتحت افراد جماعت کی جانوں اور وطنوں کی قربانیوں کے ذریعہ کائنات عالم یک اسلام کا پیغام پہنچایا جائے، ادیان باطلہ پر اتمام حجت ہو،

خلافتِ راشدہ کے سات امتیازات

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے قلم سے)

۱۹۵۲ء میں الفرقان کے خلافتِ نبویہ کی اشاعت کے وقت میں نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا تھا کہ :-

”اسلامی خلافتِ راشدہ کی وہ کونسی علامتیں ہیں جن سے وہ ممتاز ہوتی ہے اور اس میں اور باقی تمام اقسامِ اقتدار، ملکیت وغیرہ میں کھلے طور پر فرق کیا جاسکتا ہے ؟

حضور رضی اللہ عنہ نے اس وقت اس سوال کا جو جواب رقم فرمایا تھا اسے درج ذیل کیا جاتا ہے (ایڈیشن)

”اسلام میں خلافتِ راشدہ کے

مجموعی امتیازات سات ہیں :-

اول۔ انتخابِ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ

اللّٰهَ يَأْمُرُ اَنْ تُوَدَّوْا الْاٰمَنِيْنَ اِلٰى

اٰهْلِهَا۔ یہاں امانت کا لفظ ہے لیکن ذکر

چونکہ حکومت کا ہے اسلئے امانت سے مراد

امانتِ حکومت ہے۔ آگے طریقِ انتخاب

مسلمانوں پر چھوڑ دیا۔ چونکہ خلافت اُس

وقت سیاسی تھی مگر اسکے ساتھ مذہبی بھی۔

اسلئے دین کے قائم ہونے تک اُس وقت

لوگوں نے فیصلہ کیا کہ انتخاب صحابہ کو ہی کہ

وہ دین اور دیندار کو بہتر سمجھتے تھے ورنہ

ہر زمانہ کے لئے طریقِ انتخاب الگ

ہو سکتا ہے۔ اگر خلافت صحابہ کے بعد طبعی

تو اس پر بھی غور ہو جاتا کہ صحابہ کے بعد

انتخاب کس طرح ہوا کرے۔ بہر حال خلافت

انتخابی ہے اور انتخاب کے طریق کو اللہ تعالیٰ

نے مسلمانوں پر چھوڑ دیا ہے۔

دوم۔ شریعتِ خلیفہ پر اوپر سے شریعت کا دباؤ

ہے۔ مشورہ کو رد کر سکتا ہے مگر شریعت کو

رو نہیں کر سکتا۔ گویا وہ کانسٹیٹیوشنل میڈ
ہے آزاد نہیں۔

سوم۔ شورائی۔ اوپر کے دباؤ کے علاوہ نیچے کا
دباؤ بھی اس پر ہے یعنی اسے تمام اہم امور
میں مشورہ لینا اور جہاں تک ہو سکے اسکے
ماتحت چلنا ضروری ہے۔

چھارم۔ اندرونی دباؤ یعنی اخلاقی۔ علاوہ شریعت
اور شورائی کے اس زیرگران اسکا وجود بھی ہے
کیونکہ وہ مذہبی ہونا بھی اور نوازوں کا امام بھی۔
اسی سبب اسکا دماغی اور شعوی دباؤ اور نگرانی
بھی اسے راہ راست پر چلانے والا ہے جو خاص
سیاسی منتخب یا غیر منتخب حاکم پر نہیں ہوتا۔
پنجم۔ مساوات خلیفہ اسلامی انسانی حقوق میں مساوی
ہے جو دنیا میں اور کسی ملک کو حال نہیں۔ اپنے حقوق
عدالت کے درجہ سے لے سکتا ہے اور اس سے بھی
حقوق عدالت کے ذریعہ سے لے جاسکتے ہیں۔
ششم۔ عصمت صغریٰ عصمت صغریٰ اسے حاصل

ہے یعنی اسے مذہبی شین کا پرزہ قرار دیا گیا ہے
اور وعدہ کیا گیا ہے کہ ایسی غلطیوں سے
اسے بچایا جائیگا جو تباہ کن ہوں اور خاص
خطرات میں اسکی پالیسی کی اللہ تعالیٰ تائید
کرے گا اور اسے دشمنوں پر فتح دیگا۔ گویا وہ
مؤید من اللہ ہے اور دوسرا کسی قسم کا
حاکم اس میں اس کا شریک نہیں۔

ہفتم۔ وہ سیاسیات سے بالا ہوتا ہے اسلئے
اس کا کسی پارٹی سے تعلق نہیں ہو سکتا۔
وہ ایک باپ کی حیثیت رکھتا ہے اس
کے لئے کسی پارٹی میں شامل ہونا یا اسکی طرف
مائل ہونا جائز نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ
اِذَا حُكِمَ بِالنَّاسِ اَنْ يَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ
یعنی جب ایسے شخص کا انتخاب ہو تو اس کا
فرض ہے کہ وہ کامل انصاف سے فیصلہ
کرے۔ کسی ایک طرف خواہ شخصی ہو یا قومی
ہو نہ جھکے +

نبوت کے فیوض کو خلافت کے ذریعہ و ام حاصل ہوتا ہے

(رقد فرمودہ حضرت ام المؤمنین سیدہ نصرت جہان بیگم رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

[رسالہ فرقان (قادیان) کا مارچ ۱۹۶۲ء میں خلافت نمبر شائع ہوا تھا۔ اس وقت حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے جو پیغام جماعت احمدیہ کے نام دیا تھا اور جو اس خاص نمبر میں شائع ہوا تھا ہم اسے ذیل میں پھر شائع کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ پیغام ایک دائمی صداقت پر مشتمل ہے۔ (ایڈیٹر)]

”مجھے معلوم ہوا ہے کہ ”فرقان“ کا ایک خلافت نمبر شائع ہو رہا ہے اور مجھ سے خواہش کی گئی ہے کہ اس موقع پر میں بھی جماعت کے نام کوئی پیغام دوں۔ اس کے جواب میں میں اپنی پیاری جماعت سے صرف اس قدر کہنا چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو خلافت کے ذریعہ ایک ہاتھ پر جمع کر رکھا ہے اور اسے حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام کی تکمیل اور مضبوطی کا واسطہ بنایا ہے۔ پس اس کی قدر کرو۔ کیونکہ یہی وہ چیز ہے جس کے ذریعہ آپ لوگ نبوت کے انعاموں کو اپنے لئے لمبا بلکہ دائمی بنا سکتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے موجودہ خلیفہ اور میرے پیارے بچے محمود اور اس کے بھائیوں اور بہنوں اور ان کی اولاد کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کی زندگیوں کو لمبا کرے اور اعلیٰ سے اعلیٰ

خدمت دین کی توفیق دے کہ اسی میں میری ساری خوشی ہے۔ فقط والسلام

اُمّ محمود

قادیان

۱۳/۱۹۶۳

خلافتِ اشدہ کی عظیم برکات

خلفاءِ اشدہ کی اطاعت کس طرح کرنی چاہیے؟

حضرت مولانا سید محمد اسماعیل صاحب شہید رحمہ اللہ کے بارہ ارشادات

حضرت سید محمد اسماعیل صاحب شہید علیہ الرحمۃ نے ایک کتاب منصبِ امامت کے نام سے فارسی زبان میں تحریر فرمائی تھی جس کا اردو ترجمہ گیلانی پریس لاہور سے ۱۹۶۷ء میں شائع ہوا ہے۔ حضرت شہید مرحوم نے اس کتاب میں خلفاءِ اشدہ اور خلافتِ اشدہ کے بارے میں بھی بہت مفید تصریحات فرمائی ہیں۔ قارئین کی سہولت کے لئے ہم ذیل میں متعلقہ حوالہ جات اردو ترجمہ منصبِ امامت سے بطور اقتباس درج کرتے ہیں۔ صرف عنوان ہمارے ہیں۔ مسئلہ خلافت کے بارے میں یہ حوالہ جات بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

(۱) خلافتِ اشدہ کے ظہور کے لئے
دُعائیں کی جائیں۔

”نزولِ نعمتِ الہی یعنی ظہور
خلافتِ اشدہ سے کسی زمانہ میں
بایکس نہ ہونا چاہیے اور شیعہ
مجیب الدعوات سے طلب کرتے
رہنا چاہیے اور اپنی دعا کی
قبولیت کی امید رکھنا اور

خلفاءِ اشدہ کی جستجو میں ہر
وقت ہمت صرف کرنا چاہیے
شاید کہ یہ نعمتِ کاملہ اسی زمانہ
میں ظہور فرماوے اور خلافت
راشدہ اسی وقت ہی وجود کر
ہو جائے۔ (منصبِ امامت ص ۳۵)

(۲) خلافتِ اشدہ کا دوبارہ قیام ضروری ہے
”جیسا کہ کبھی کبھی دریا سے رحمت

راشدہ کے انقطاع کے بعد
پھر عود کرنے پر دلالت کرتی ہے
(منصب امامت ص ۵۸)

(۳) خلافت راشدہ نعمت ربانی ہے

”امامت تامہ کو خلافت راشدہ
خلافت علی منہاج النبوة اور
خلافت رحمت بھی کہتے ہیں۔
واضح ہو کہ جب امامت کا
پہراغ شیشہ خلافت میں جلوہ گر
ہوا تو نعمت ربانی بنی فروع
انسان کی پرورش کے لئے کمال
تک پہنچی اور کمال روحانی ہی
رحمت ربانی کے کمال کے ساتھ
نور علی نور آفتاب کی مانند
چمکا۔“ (منصب امامت ص ۵۸)

(۴) خلیفہ راشد سب کا مطاع ہے

”خلیفہ راشد رسول کے فرزند
و طبعہ کی بجائے اور دوسرے
ائمہ دین بمنزلہ دوسرے بیٹوں
کے پس جیسا کہ تمام فرزندوں
کی سعادت خندی کا تقاضا ہی ہے
کہ جس طرح وہ مراتب پاسداری
و خدمت گزار ہی اپنے باپ

سے کوئی موج سر بلند ہوتی ہے
اور ائمہ ہدیٰ میں سے کسی امام
کو ظاہر کرتی ہے ایسا ہی اشد
کی نعمت کمال تک پہنچتی ہے
تو کسی کو تخت خلافت پر جلوہ افروز
کر دیتی ہے اور وہی امام
اس زمانہ کا خلیفہ راشد ہے
اور وہ جو حدیث میں وارد ہے
کہ خلافت راشدہ کا زمانہ
رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے بعد تیس سال تک ہے
اس کے بعد سلطنت ہوگی۔
اس سے مراد یہ ہے کہ خلافت
راشدہ متصل اور تواتر
طریق پر تیس سال تک رہے گی
اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ
قیام قیامت تک خلافت
راشدہ کا زمانہ وہی تیس
سال ہے اور میں بلکہ حدیث
مذکورہ کا مفہوم یہی ہے کہ
خلافت راشدہ تیس سال
گزرے کے بعد قلع ہوگی نہ
یہ کہ اس کے بعد پھر خلافت
راشدہ کبھی عود ہی نہیں کر سکتی
بلکہ ایک دوسری حدیث خلافت

کے حق میں ادا لاتے ہیں وہ تمام
اپنے باپ کے جانشین بھائی
سے بجالائیں اور اسے اپنے
باپ کی جگہ شمار کریں اور اس
کے ساتھ مشارکت کا دم نہ
بھریں۔ (منصب امامت ص ۹۳)

(۵) خلیفہ راشد کی شان و عظمت کا بیان

”خلیفہ راشد سایہ رب العالمین
ہمسایہ انبیاء مرسلین، سرمد
ترقی دین اور ہم پایہ ملائکہ
مقربین ہے۔ دائرۃ امکان
کا مرکز، تمام دہوہ سے باعث
فخر اور ارباب عرفان کا افسر
ہے۔ دفتر افراد انسی کا سر ہے
اس کا دل تجلی رحمن کا عرش
اور اس کا سینہ رحمت وافرہ
اور اقبالی جلالتِ یزداں کا
پرتو ہے۔ اس کی مقبولیت
جمالی ربانی کا عکس ہے۔ اس
کا تہ تیغ قضا اور بہ عطیات
کا منبع ہے۔ اس سے اعراض
معارضہ تقدیر اور اس سے
مخالفت مخالفتِ رب تقدیر
ہے۔ جو کمال اکی خود مگذا دی

میں صرف نہ ہو خیال ہے پُر از
خلل۔ اور جو علم اس کی تعظیم و
تحسین کے بیان میں نہ لایا گیا سر
وہم باطل و محال ہے جو صاحب
کمال اس کے ساتھ اپنے کمال
کا موازنہ کرے وہ مشارکت
حق تعالیٰ پر مبنی ہے۔ اہل کمال
کی علامت یہی ہے کہ اس کی
خدمت میں مشغول اور اس کی
اطاعت میں مبذول رہیں، اس
کی، مسری کے دعویٰ سے دستبردار
رہیں اور اسے رسول کی جگہ شمار
کریں۔ (منصب امامت ص ۹۴)

(۶) خلیفہ موقت اور دیگر بزرگانِ عزت کی حیثیت کا ذکر۔

”امام، رسول کے معاد تمند
فرزند کی مانند ہے اور تمام
اکابر امت و بزرگانِ امت
ملازمین اور خدمت گاروں
اور جاں نثار غلاموں کی مانند
ہیں۔ پس جس طرح تمام اکابر
سلطنت و ارکانِ مملکت
کے لئے شہزادہ والا قدر
کی تعظیم ضروری اور اس

نہ کیا جائے۔ اس کے حضور
میں زبان کو بند رکھیں اور اپنی
راستے سے سرانجام و مقدمات
میں دخل نہ دیں اور کسی طرح
بھی اس کے سامنے استقلال
کا دم نہ ماریں۔
(منصب امامت ص ۹۲)

(۸) خلیفہ وقت کے فیصلہ کی قطعییت کا بیان

”جس وقت مواضع اختلاف
اور مسائل اجتہاد میں امام
کا حکم دو جانب میں سے ایک
جانب متوجہ ہو تو ہر مجتہد مقتدا
عالم، عامی، عارف اور غیر عارف
پر واجب العمل ہوگا کسی کو اس
کے ساتھ اپنے اجتہاد یا مجتہدین
سابقین کے اجتہاد یا اپنے
الہام یا شیوخ متقدمین کے
الہام سے تعرض نہیں ہو سکتا۔
جو کوئی حکم امام کے مخالف
کرے اور مذکورۃ الصدر
امور کے خلاف تمسک کرے
تو بے شک خدا تعالیٰ عاصی اور
اس کا عندرت العالمین انبیائے
مسلطین اور مختارین اور علما

سے توسل واجب ہے اور
اس سے مقابلہ کرنا منکوحہ
کی علامت اور اس پر
مفاخرت کا اظہار بد انجامی
پر دلالت کرتا ہے ایسا ہی
ہر صاحب کمال کے حضور میں
تواضع اور تذلل سعادت
دارین کا باعث ہے اور
اس کے حضور میں اپنے علم
و کمال کو کچھ سمجھ بیٹھنا دونوں
جہان کی تفاوت ہے۔ اس
کے ساتھ یگانگت رکھنا دل
سے یگانگت ہے اور اس
سے بیگانگی ہو تو خود رسول
سے بیگانگی ہے۔“
(منصب امامت ص ۹۳)

(۷) خلیفہ راشد سے بحث و جدال

جائز نہیں۔

”لازم ہے کہ احکام کے
اجراء اور ہمتا کا انجام
امام کے سپرد کیا جائے اور
اس سے قیل و قال اور
بحث و جدال نہ کیا جائے
کہ جس سے اختلاف پیدا

کے حضور میں قابل قبول نہ ہوگا
اور یہ مسئلہ اجتماعی ہے کہ
اہل اسلام سے کسی کو اس
کے ساتھ اختلاف نہیں ہے۔
(منصب امامت ۸۹)

(۹) خلیفہ وقت کا حکم واجب الاتباع اور اصول دین سے ہے۔

”شرع مجموعہ کتاب اللہ و
سنت رسول اور احکام خلیفہ اللہ
سے مستفاد شدہ امور سے
مراد ہے۔ پس جیسا کہ کتاب و
سنت اصول دین متین سے
ہے ایسا ہی حکم امام بھی اولہ
شرع مبین سے ہے اور جس
طرح سنت کو کتاب اللہ سے
دوسرا درجہ حاصل ہے ایسا ہی
حکم امام سنت رسول سے دوسرے
درجہ پر ہے۔ پس اصل کتاب اللہ
ہے اور اسے واضح کرنے والی
سنت نبوی اور اس کا مبین
امام ہے۔ کتاب اللہ پر ایمان
سب سے اول ہے اور ایمان
بالرسول بعدہ اور خلیفہ اللہ
پر یقین تیسرے درجہ پر ہے۔

..... اسی بناء پر علماء امت
نے اطاعت امام کو غیر مخصوصہ
مقام میں صحت قیاس پر موقوف
نہیں رکھا بلکہ اس کی اطاعت
کو باوجود اس کے ضعیف قیاس
کے بھی واجب جانے اور
اس کے مخالف کو اگرچہ اس کا
قیاس امام کے قیاس سے اظہر
اور قوی ہو جائز نہیں رکھا اور
اس میں راز یہی ہے کہ اس کا
حکم بذاتہ اصول دین سے ایک
اصل ہے اور اولہ شرعیہ
سے ایک دلیل ہے جو صحیح
قیاس سے قوی ہے۔
(منصب امامت ص ۹)

(۱۰) قرب خداوندی کے لئے خلیفہ وقت کی اطاعت ضروری ہے

”امام وقت سے مکشی اور
روگردانی اس کے ساتھ گستاخی
ہے اور اس کے ساتھ بلکہ خود
رسول کے ساتھ ہمسری ہے
اور تنفیہ طور پر خود رب العزت
پر اعتراض ہے کہ ایسے ناقص
شخص کو کامل شخص کی نایبیت کا

منصب عطا ہوا۔ القرض اسکے
توسل کے بغیر تقرب الہی محض خلیل
اور مرہم ہے اور ایک خیال
ہے جو سراسر باطل اور محال ہے
بے عنایت حق و خاصا حق
گر ملک باشد سیاہ گرد و رقی
(منصب امامت ص ۷۷)

(۱۱) خلیفہ وقت کا مقصد محض حصول
رضائے حق ہے۔

”بنائے علیہ جس وقت ایسا
شخص منصب خلافت کو پہنچتا
ہے تو ابواب سیاست میں
محض خدا کے بندوں کی اصلاح
اور نیابت رسول اللہ کے حقوق
کی ادائیگی میں مشغول رہتا ہے
اپنے نفع کے حصول کی آرزو
اس کے دل میں نہیں گزرتی اور
نہ کسی کے ضرر کا غبار اس کے
دامن نکلتا پہنچتا ہے اور اطاعت
ربانی میں ہوائے نفس کی مشاکرت
کو ترک جانتا ہے اور کبھی مقصد
کا حصول سوائے رضائے
حق کے اپنے دل کی خالص منزل
کے لئے جنس کثافت خیال

کرتا ہے۔ اسے بندگان خدا
کی تربیت کے سوانہ کچھ ظاہر
میں مطلوب ہے اور نہ باطن میں
مربوب ہے۔“
(منصب امامت ص ۷۷)

(۱۲) امامت ظلی رسالت ہونے کا مفہوم

”امامت ظلی رسالت ہے۔
بنا۔ اس کی اظہار پر ہے نہ کہ
اختلاف پر، برخلاف ولایت
کے۔ پس جیسا کہ منازل و وجاہت
اور مقامات کا دعویٰ اور
معاملات ربانی و کشف و
اسرار روحانی کا بیان ارباب
ولایت کے حق میں مظنہ سلب
و ذوال ہے اسی طرح ان کے
حق میں ترقی و کمال کا باعث
ہے۔“ (منصب امامت ص ۷۷)

اطلاع

ماہنامہ الفرقان خلافت فیرہ میں اور جون کار سال
ہے۔ اسکے صفحات میں مجبوراً کچھ کمی نہ گئی ہے نشا و نش
ماہ جولائی کے رسالہ میں صفحات زیادہ ہوں گے جواب
مطلع رہیں۔ (میں الفرقان ربوہ)

الخلافة الاسلامیة الہدیة

(نتیجہ فکر جناب مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری - ربوہ)

خلافت نور رب العالمین ہے	خلافت ظل ختم المرسلین ہے
خلافت حرز جان مومنین ہے	خلافت دیں کا اک حصہ جہیں ہے
خلافت پر تو ہر مہر میں ہے	خلافت رونق گلزار دیں ہے
خلافت ماحی اعدائے دیں ہے	خلافت عامیٰ شرع متین ہے
خلافت پاسبان مومنین ہے	خلافت ہی سے شان مومنین ہے
خلافت باعث تہذیب انساں	خلافت کسور حق کی امیں ہے
خلافت زمینت ہر نبوت	خلافت ایک تابندہ نگیں ہے
خلافت محرم اوار قرآن	خلافت کاشف اسرار دیں ہے
خلافت سے جو رکھتا ہے عداوت	وہ پیرو کار شیطان لعین ہے
خلافت سے سدا وابستہ رہنا	ہمارا عین فرض اتولیں ہے
خلافت مخزن عرفان و حکمت	خلافت درمگاہ علم دیں ہے
خلافت وحدت ملت کی ضامن	خلافت لائق صدا فریں ہے
خلافت ملت بیضا کے حق میں	حصار امن و ایمان و یقین ہے
خلافت کا یہ فیض عام لیکن	بفیض "رحمة" للعالمین ہے

کیا ہے متحد قوموں کو جس نے
 چمکتا ہے جہاں نور محمد
 چمن میں پھر بہار آئی ہے جس سے
 یہ ہے زندہ نشان زندہ خدا کا
 اے اے منکر حق و صداقت
 مقابل پر ہمارے لاکے دکھلا
 ہوئی کافور جس کے دم سے ظلمت
 مسیح پاک کا "فرزند خاص"
 خلیفہ ناصر دین محمد
 انہیں حاصل ہے تائید سماوی
 رہبر گادین حق غالب جہاں میں
 یہی مقصد ہے ان کی زندگی کا
 حقوق اللہ سدا مد نظر میں
 ہے جان و مال سب فخر دیں
 بڑا خود بین و خود سر ہے وہ انسان

مرے ہمدم یہ وہ جل میں ہے
 رخ اسلام کی یہ وہ جبین ہے
 یہ وہ سرچشمہ ماء معین ہے
 یہ بیشک "آیۃ للعالمین" ہے
 خلافت پر عبث تو نکتہ چیں ہے
 نظام ایسا اگر دیکھا کہیں ہے
 وہ شمع نور ربوہ میں مکیں ہے
 بفضل حق امیر المومنین ہے
 امام وقت کا اب جانشین ہے
 خدا ان کا مددگار و معین ہے
 یہ انکا اور جماعت کا یقین ہے
 یہی اک کام ہر دم لہنیں ہے
 برائے خلق باخندہ جبین ہے
 کلام ان کا بڑا کیف آفرین ہے
 خلافت پر جسے ایماں نہیں ہے

خلافت کے منقب پر یہ صدیق
 کلام خاکسار و کمترین ہے

خلافت کا بابرکت نظام

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے رُوح پروردگار مقدس کلمات کی روشنی میں

(مکرم جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نظام خلافت اور اس کے مختلف پہلوؤں پر اس شان سے روشنی ڈالی ہے کہ دن پڑھا دیا ہے یہی نہیں حضور نے عالم اسلام کو عظیم شانِ نبوت بھی دی ہے کہ اسلام میں سلسلہِ مسخلافات دالٰجی ہے ہو قیامت تک رہے گا انشاء اللہ۔

اس حقیقت کے ثبوت میں حضور علیہ السلام کے بعض نہایت اہم فرمودات و ملفوظات بطور نمونہ درج ذیل کئے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو زندگی کے آخری سانس تک نظام خلافت سے وابستہ رہنے کی توفیق بخشے اور اپنے فضل و رحم کے ساتھ ہمیشہ ہی اس بابرکت اور آسمانی نظام کے انوار و فیوض اور برکات و تاثیرات سے منور و متمتع ہونے کی سعادت عطا فرماتا رہے۔
و صا ذللت علی اللہ بحزیز۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کے جن بنیادی مسائل کے بارے میں اپنے ذاتی مشاہدات اور قلبی واردات کی بنیاد پر روشنی ڈالی ہے ان میں سرِ فہرست مسئلہ نبوت اور اس کے بعد مسئلہ خلافت ہے اور جس طرح کثرتِ وحی اور کثرتِ امورِ غیبیہ کے باعث نبی کا نام پانے کے لئے اُمت میں آپؐ ہی ایک فرد مخصوص نظر آتے ہیں۔ اسی طرح ان مسائل کی طرف راہِ نمائی کے اعتبار سے بھی آپؐ کی شخصیت ایک ممتاز اور منفرد شان میں جلوہ گر ہے۔ اور ایسا ہونا اس لئے بھی ضروری تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرماؤں ثمرِ سکون الخلافة علیٰ منهاج النبوة (مشکوٰۃ) کے مطابق "خلافت علیٰ منهاج النبوة" کا سنہری دور آپؐ کے مبارک زمانہ ہی سے وابستہ کیا گیا ہے۔

یعنی اس کے بعد خلافت علیٰ منهاج النبوة کا قیام ہوگا۔

خلیفہ کے معنی

(۱) سُندھایا :-

”خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں جو
تجویدِ دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ
کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو
دور کرنے کے واسطے جو اُن کی جگہ
آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں۔“
(ملفوظات جلد چہارم ص ۳۸۳)

خلیفہ اللہ تعالیٰ منتخب فرماتا ہے

(۲) سُندھایا :-

”صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص
کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد
خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب
سے پہلے خدا کی طرف اس کے دل
میں حق ڈالا جاتا ہے جب کوئی
رسول یا مشائخ و نوات پاتے ہیں
تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ
ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا
ہے مگر خدا تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ
اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر
کا اذہر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اضلاع
و استحکام ہوتا ہے۔“

پہنچتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم نے

کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا؟
اس میں بھی یہی جہید تھا کہ آپ کو خوب
علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ
مقرر فرمادے گا کیونکہ یہ خدا کا ہی کام
ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص
نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس
کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے
اول حق انہی کے دل میں ڈالا.....
ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے ہمارا
نام بھی شیخ رکھا ہے۔ انت
الشیخ المسیح الذی لا
یضاع دقتہ“

(ملفوظات جلد دہم ص ۲۲۹-۲۳۰)

مقام خلافت کی تجلیات

(۳) سُندھایا :-

”..... جب تو اس مقام تک
پہنچ گیا تو تو نے اپنی کوشش کو
اتہام تک پہنچا دیا اور فنا کے
مرتبہ تک پہنچ گیا۔ پس اُس وقت
تیرے سلوک کا درخت اپنے کمال
نشو و نما تک پہنچ جائے گا اور
تیری روح کی گردن تقدس اور
بزرگی کے مرغزار کے نرم ہنرمند

پہنچ جائے گی اُس اونٹنی کی مانند جس کی
گودن لمبی ہو اور اس نے اپنی گردن
کو ایک سبز درخت تک پہنچا دیا ہو اور
اس کے بعد حضرت احدیت کے جذبات
ہیں اور خوشبوئیں ہیں اور تجلیات ہیں
تا وہ بعض ان رگوں کو کاٹ دے کہ
جو بشریت میں سے باقی رہ گئی ہوں اور
بعد اس کے زندہ کرنا ہے اور باقی رکھنا
اور قریب کرنا اس نفس کا جو خدا کے ساتھ
۴ رام پور چکا ہے جو خدا سے راضی اور
خدا اس سے راضی اور فاشدہ ہے
تاکہ یہ بندہ حیات ثانی کے بعد قبول
قیض کے لئے مستعد ہو جائے اور اسکے
بعد انسان کامل کو حضرت احدیت کی
طرف خلافت کا پیرایہ پہنایا جاتا ہے
اور رنگ دیا جاتا ہے الوہیت کی صفوں
کے ساتھ۔ اور یہ رنگ ظلی طور پر ہوتا
ہے تا مقام خلافت متحقق ہو جائے اور
پھر اس کے بعد خلقت کی طرف اُترتا ہے
تا ان کو روحانیت کی طرف کھینچے اور
زمین کی تاریکیوں سے باہر لاکر آسمانی
فردوں کی طرف لے جائے۔ اور یہ
انسان اُن سب کا دار شکیا جاتا ہے
جو نبیوں اور صدیقوں اور اہل علم اور
دراست میں سے اور قرب اور ولایت

کے سورجوں میں سے اس سے پہلے گزر
چکے ہیں۔ اور دیا جاتا ہے اس کو علم الہین
کا اور معارف گزشتہ اہل بصیرت
و حکمائے قوت کے تا اس کے لئے مقام
وراثت کا متحقق ہو جائے۔ پھر یہ بندہ
زمین پر ایک مدت تک جو اس کے بس
کے ارادے میں ہے توقف کرتا ہے
تاکہ مخلوق کو نور ہدایت کے ساتھ متوجہ
کرے اور جب خلقت کو اپنے رب
کے نور کے ساتھ روشن کر چکا یا امر تبلیغ
کو بقدر کفایت پورا کر دیا پس اُس وقت
اس کا نام پورا ہو جاتا ہے اور اس کا
رب اُس کو بلاتا ہے اور اس کی مدح
اس کے نفسی نقطہ کی طرف اٹھائی جاتی
ہے۔ (ترجمہ از خطبہ الامامیہ صفحہ ۳ تا ۴)
روحانی خزائن جلد ۱۶

خلافت میں شجاعت فراست کی
روح پھونکی جاتی ہے

(۴) فرمایا۔

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا
قول ہے کہ باعث چند در چند فتوز
اور غاوت اعراب اور کھڑے ہونے
ولے جھوٹے پیغمبروں کے میرے پیپ
پر جبکہ وہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقرر

کیا گیا وہ مصیبتیں پڑیں اور وہ غم
دل پر نازل ہوئے کہ اگر وہ غم کسی بیمار
پر پڑتے تو وہ بھی گر پڑتا اور پاش پاش
ہو جاتا اور زمین سے ہوا ہو جاتا مگر
چونکہ خدا کا یہ قانون قدرت ہے کہ
جب خدا کے رسول کا کوئی خلیفہ اس
کی موت کے بعد مقرر ہوتا ہے تو حجت
اور ہمت اور استقلال اور فراست
اور دل قوی ہونے کی روح اُس میں
پھونکی جاتی ہے جیسا کہ یسوع کی کتاب
باب اول آیت ۶ میں حضرت یسوع کو
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مضبوط ہو اور
دلاوری کر یعنی موسیٰ تو مر گیا اب تو
مضبوط ہو جا۔ یہی حکم قضا و قدر کے
رنگ میں نہ شرعی رنگ میں حضرت ابوبکر
کے دل پر بھی نازل ہوا تھا۔
(تحد گوڑویر مشہ۔ روحانی خزائن
جلد ۱ ص ۱۷۷)

انبیاء کے مشن کی تکمیل خلافت سے
وابستہ ہوتی ہے۔

(۵) فرمایا۔

”یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور
جب تک کہ اُس نے انسان کو زمین میں
پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر

کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور
رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو
غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے
کَتَبَ اللَّهُ لَا غَلِبَ لَنَا آفَا وَ
رُسُلُنَا اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ
جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء
ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری
ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے
اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ
اُن کی سچائی ظاہر کرتا ہے اور جس
راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلا نا چاہتے
ہیں اس کی تعمیری انہی کے ہاتھ سے
کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل اُن
کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت
میں اُن کو وفات دیکر جو بظاہر ایک
ناکامی کا خون اپنے ساتھ رکھتا ہے
خالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طنز و شیع
کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ
ہنسی ٹھٹھا کر چکے ہیں تو پھر ایک دوسرا
ہاتھ اپنے قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے
اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ
سے وہ مقاصد جو کسی قدر نامقام رہ
گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض
دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اقل
خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا

ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے
وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد
مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے
اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال
کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین
کرتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی
اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں
پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمری ٹوٹ جاتی
ہیں اور کئی بد قسمت مرتد ہونے کی راہیں
اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری
مرتبہ ایچ ذبردست قدرت ظاہر کرتا ہے
اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے
پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ
کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وقت میں ہوا جبکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک
بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے
بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہ
بھی مائے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے
تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق
کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا
نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے
ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا
کیا جو فرمایا تھا وَلَيَسْجُذَنَّ لَهُمْ
الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ

وَلَيَسْجُذَنَّ لَهُمْ مَنْ بَعْدَهُمْ
آمَنَّا یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان
کے پیر جہادیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ
علیہ السلام کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت
موسیٰ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس
سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق
منزل بقصود تک پہنچا دیں فوت ہو گئے
اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے
ایک بڑا ماتم برپا ہوا جیسا کہ تورات میں
لکھا ہے کہ بنی اسرائیل ان بے وقت
موت کے مدد سے اور حضرت موسیٰ کی
ناگہانی بعثت سے چالیس دن تک روتے
رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ
کے وقت تمام حواری تڑپتے ہوئے اور
ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا۔
(الوصیت ص ۹)

قدرت ثانیہ (یعنی خلافت) کا سلسلہ
قیامت تک منقطع نہیں ہوگا

(۶) فرمایا :-

”سو اسے عزیز و اہلکہ قدیم سے
سنت اللہ ہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے
قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی مدد
بھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے

ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ
تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا
نے خبر دی۔“ (الوصیت ص ۱۰۹)

قدرت شانیدہ کے مظہر وجودوں کی نسبت
پیش گوئی

(۷) فرمایا:-

”میں خدا کی طرف سے ایک قدرت
کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک
جسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض
اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت
کا مظہر ہوں گے۔“ (الوصیت ص ۱۱۰)

اولاد مسیح موعود میں خلفاء کے
ظہور کی واضح خبر

(۸) فرمایا:-

”دوسرا طریق انہماک رحمت کا
ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و خلفاء
ہے تا ان کی اقتداء و ہدایت لوگ
راہ راست پر آجائیں اور ان کے نمونہ
پر اپنے تئیں بنا کر نجات پاجائیں۔ سو
خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد
کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں
آجائیں۔“

(سبزا اشتہار)

سوا ب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی
قدیم سنت کو ترک کر دیوے اس لئے
تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے
پاس بیان کی تھیں مت ہوا اور تمہارے
دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے
لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری
ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے
کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت
تک منقطع نہیں ہوگا اور دوسری قدرت
نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں
جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت
کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے
ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ
میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری امت
کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ
ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت
کو جو میرے پیرو میں قیامت تک مژوں
پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور رہے کہ تم پر
میری جدائی کا دن آوے تا بعد اسکے
وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے
وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار
اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ ہمیں کھائے گا
جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن
دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں
ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور

نظام خلافت کی دائمی ضرورت و اہمیت

(۹) فرمایا:-

”خليفة جانشين کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشين حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اس واسطے رسول کریم نے شیباہ ک ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلی ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اعلیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے قائمیت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں ہرکات رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی ملت غالی کو نظر اغوا کر رہا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریم کی وفات کے بعد تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے

تو ہو جائے کچھ پروا نہیں... پس یہ حقیر خیال خدا تعالیٰ کی نسبت تجویز کرنا کہ اس کو صرف اس اُمت کے تیس برس کا ہی ٹکڑا تھا اور پھر اسکو ہمیشہ کے لئے صلاحیتیں پھوڑ دیا اور وہ فوراً جو قدیم انبیاء سابقین کی اُمت میں خلافت کے آئینہ میں دکھلاتا رہا اس اُمت کے لئے دکھلانا اسکو منظور نہ ہوا۔ کیا عقلِ سلیم خدا نے رحیم و کریم کی نسبت ان باتوں کو تجویز کر کے ہی کر دیا اور پھر یہ آیت خلافت ائمہ پر گواہ ہے

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ
الَّذِي كُنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي مِثْرَاهُ إِذْ بَلَغَ
الشَّامُ لَحُوتَ - کیونکہ یہ آیت صاف
صاف پکار رہی ہے کہ اسلامی خلافت
دائمی ہے اس لئے کہ میرٹھا کا لفظ
وہ ام کو چاہتا ہے۔ میرٹھا کہ اگر آخری نبوت
فاسقوں کی ہو تو زمین کے وارث وہی
قرار پائیں گے نہ صالح اور سب وارث
وہی ہوتا ہے جو سب کے بعد ہو۔“

(شہادت القرآن ص ۵۰)

روحانی خزائن جلد ششم ص ۲۵۲-۲۵۳

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
آلِ مُحَمَّدٍ وَعَلَى خُلَفَائِهِ مُحَمَّدٍ
وَبَارِكْ وَسَلِّمْ أَنْتَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ

بقائے عزتِ انساں خلافت کی بقا پر ہے

(مکرم جناب چودھری عبدالسلام صاحب اخترا ایم۔ اے)

نہ سُہن مدعا پر ہے نہ شانِ ارتقا پر ہے

بقائے عزتِ انساں خلافت کی بقا پر ہے

خلافت کشتیِ ملت کی امیدوں کا یارا ہے

جو سچ پوچھو تو یہ ملت کا اک واحد بہار ہے

نہ جب تک کارواں میں ہو امامِ کارواں کوئی

نہیں ہوتا کسی کا اس جہاں میں پاسباں کوئی

کلی جب شاخِ گل پر ہو تو کھل کر پھول ہوتی ہے

ہو بڑے سے ربط قائم تو دعا مقبول ہوتی ہے

پراگندہ اگر ہو آتشِ ایساں کی چنگاری

”نہ تیری ضرب ہے کاری نہ میری ضرب ہے کاری“

نہ ہو گر ربطِ باہم۔ انجمن اس کو نہیں کہتے

کہیں گل ہو۔ کہیں لالہ۔ جین اس کو نہیں کہتے

خلافت کیا ہے خود نورِ خدا کا جلوہ گر ہونا

بشر کا بزمِ موجودات میں خیر البشر ہونا

خلافت کی اہمیت

(جناب مولانا محمد صادق صاحب سابق مبلغ مہاراشٹر)

انہیں زمین میں خوشحالی اور طاقت حاصل ہو سکتی ہے اور نہ ہی حکومت میسر آ سکتی ہے اور نہ ہی انکا خون امن سے تبدیل ہو سکتا ہے مگر صرف اور صرف اس (خلافت) کے ذریعہ۔

یہ وہ حقیقت ہے جسے قرآن کریم نے قریباً پودہ سو سال پہلے بیان فرمایا تھا۔ آج امت مسلمہ کے فلاسفر شیخ طنطاوی تو پورا جیسے انسان بھی کھلے بندوں اس بات کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ اگر مسلمانوں کو کھوٹی ہوئی شان واپس مل سکتی ہے، اگر مسلمانوں میں اتحاد اور طاقت پیدا ہو سکتی ہے تو اس کا صرف اور صرف یہی ایک ذریعہ ہے کہ وہ خلافت کے دامن سے وابستہ ہو جائیں اور خلافت بھی وہ خلافت جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کی آیت استخلاف میں فرمایا ہے۔

کاش مسلمان اس نعمت کی قدر کریں اور خلافت سے وابستہ ہو کر خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر لیں اور اس کی پشاہ میں آجائیں۔

علامہ الشیخ الطنطاوی الجومہری اپنی کتاب القرآن والعلوم العصریہ ص ۱۱ پر آیت استخلاف کو درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

هَذِهِ الْآيَةُ ذَكَرْنَا هَامِرَةً
أُخْرَى فِي الْكِتَابِ وَأَعَدْنَا هَا
هُنَا بَعْدَ أَنْ بَيَّنَّا طَرِيقَ
الِاتِّحَادِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ
ثَلَاثَ الطَّرِيقِ الَّتِي هَدَانَا
اللَّهُ لِإِسْتِخْرَاجِهِمِ الْكِتَابِ
الْعَوِيزِ لَا سَبِيلَ إِلَّا سَعَادِ
الْمُسْلِمِينَ بِغَيْرِهَا وَلَا سَبِيلَ
إِلَّا رَاحَتُهُمْ وَتَمَكُّنُهُمْ فِي
الْأَرْضِ وَاسْتِخْلَافُهُمْ فِيهَا
وَتَبْدِيلِ خَوْفِهِمْ آمِنًا إِلَّا هَذِهِ
السَّبِيلُ وَحَدَّثَنَا (الخلافة)

یعنی اس آیت کو ہم نے اس کتاب میں دوبارہ ذکر کیا ہے اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد کا طریق بیان کرنے کے بعد ہم نے پھر اس آیت کو دہرایا ہے کیونکہ اس طریق کا علم ہمیں کتاب عزیز سے ہوتا ہے اور اسکے بغیر مسلمانوں کی کامیابی کا اور کوئی طریق نہیں۔ نہ ہی

مقام خلافت اور حضرت خلیفۃ المسیحؑ کے ارشادات

(جناب مولوی محمد یار صاحب عارف سابق مبلغ انگلستان)

آخری زمانہ کا موعود جس کے متعلق باقی اسلام سرور کوین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر نبیوں نے صاف صاف خبریں پہلے سے دیا ہوئی تھیں اپنے وقت پر آیا اور فتح نصیب بنیال کی طرح اپنا فرض کامیابی سے سرانجام دیکر قدیم سنت کے مطابق دنیا سے رخصت ہوا۔ آپ کی وفات کے وقت متبعین اور عقیدت مندوں کی بے چینی اور اضطراب تو ایک طبی امر تھا مگر وہ لوگ بھی جو آپ کی جماعت میں داخل نہیں تھے لیکن اسلام کا درخشاں دل میں رکھتے تھے وہ بھی گھبرائے اور پکار اٹھے کہ وہ عظیم الشان کام جو حضرت مرنا صاحب (علیہ السلام) کرتے تھے اب کون کرے گا؟ وہ خدا جس نے سینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرزند علیل کو عظیم کام کرنے کے لئے مبعوث فرمایا تھا پہلے ہی اس نے خبر دے رکھی تھی کہ ایسے وقتوں میں اللہ تعالیٰ خلافت کے ذریعہ جماعتوں کو نبھاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ:-

”دوسرے ایسے وقت میں جب

نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا

سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن

زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کوئی ٹوشہ باقی نہیں اور کئی بد قسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسرے مرتبہ اپنا ذرہ دست قدرت ظاہر کرتا ہے اور کرتی ہوئی جماعت کو منبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک بعبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا۔“ (الوقیۃ)

پھر اسی سلسل میں آئے ہیں کہ فرماتے ہیں:-

”سوائے عزیز و! جبکہ قدیم

سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ

کو قدمیں دکھلاتا ہے۔ تا وہ

مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں

گو یا مال کر کے دکھلا دے۔ سو
اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی
قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔
اسلئے تم میری اس بات سے جو
میں نے تمہارے پاس بیان کی ہے
(یعنی اپنی وفات کے قریب ہونے
کے اہمات۔ ناقل غلگین مت
ہو اور تمہارے دل پر نشان نہ
ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے
دوسری قدرت کا دیکھنا بھی
ضروری ہے) (الوقیت)

اس آسمانی وعدہ کے مطابق حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کے وصال پر دوسری قدرت کے پہلے
منظر اول الہا جبرین حضرت حاجی مولوی حکیم
نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس عظیم الشان موعود
کے سارے متبعین نے آپ کا پہلا خلیفہ تسلیم کیا
اور اعلان کیا کہ۔

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے
پہلے آپ کے ۱۰ صابا مندرجہ
الوقیت کے مطابق حسب مشورہ
معتبرین صدر انجمن احمدیہ موجودہ
قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعود
بجارت سفریت ام المؤمنینؓ کو
قوم نے جو قادیان میں موجود تھی

اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو
تھی والا مناقب حاجی العزیز شریفین
جناب حکیم نور الدین صاحب سلمہ کو
آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا
اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔“
(در جون سنہ ۱۹۶۷ء از خاتم کمال الدین
صاحب سیکر ٹری صدر انجمن احمدیہ)

اور ایسا ہونا ضروری تھا کیونکہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ
کے لئے جہاں یہ مقدر تھا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے دین کے احیاء کے لئے آپ کا ایک
کامل بروز نما ہوں گا وہاں یہ بھی قرار پا چکا تھا
کہ اس کو سامہ کو سرا انجام دینے کے لئے آپ کو
صدیقؓ کا ایک بروز بھی دیا جائے گا جو اسلام
کی کشتی کو ساحل تک پہنچانے کے لئے آپ کی
زندگی میں بھی اور وفات کے بعد بھی بذریعہ کشتی بان
کی طرح تمام مخالفت اہروں کا مقابلہ کرتا پہلا جہاز
چنانچہ جس طرح صدیق اکبرؓ نے خداداد فراست کے
مطابق بعض صحابہ تک کے بعض رجحانات کو غلط
قرار دیکر اسلام کی عظمت کے لئے صحیح طریق اختیار
کیا۔ اسی طرح صدیق ثانیؓ (سلسلہ احمدیہ میں قدرت
ثانیہ کے پہلے منظر) کو غلط رجحانات کا مقابلہ کرنا
پڑا۔ انہوں نے نہایت صفائی اور دلیری سے ان
کا قلع قمع کیا۔ جب بعض لوگ خلافت کی پوزیشن
گرائے میں کوشاں ہوئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ۔

(۱) ”کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کلام صرف

نماز پڑھا دینا اور یا پھر بیعت

لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک تالاں

بھی کر سکتا ہے اس کے لئے کسی

خلیفہ کی ضرورت نہیں اور میں

اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔

بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت

کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک

حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔“

حضورؐ نے یہ فقرات اُس تقریر میں فرمائے جو

مسجد مبارک قادیان میں فرمائی تھی۔ تقریر کے بعد

آپؐ نے خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی

محمد علی صاحب کو دوبارہ بیعت کرنے کا ارشاد

فرمایا تھا۔

(۲) پھر ایک دوسرے موقع پر فرمایا:-

”مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی

انجن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی

انجن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ

وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی

انجن نے بنایا اور نہ میں اس کے

بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس

کے پھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں

اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ

اس خلافت کی پردہ اند کو مجھ سے

چھین لے۔“ (بدھرم جولائی ۱۹۱۲ء)

اس سے صاف عیاں ہے کہ حضرت

خلیفہ المسیح الاولؑ کے نزدیک خلیفہ برحق کے

انتخاب کا خواہ کوئی طریق ہو دراصل خود خدا تعالیٰ

اس کو مقرر فرماتا ہے اور جو خلافت اسے عطا کرتا

کی طرف سے عطا ہوتی ہے اس کو کوئی انسان

چھین نہیں سکتا اور نہ خلیفہ کو معزول کر سکتا ہے۔

(۳) ایک اور موقع پر آپؐ نے فرمایا کہ:-

”اُس (خدا) نے اُنہ تم میں سے

کسی نے مجھے خلافت کا گرتہ پہنایا

میں اس کی عزت اور ادب کرنا

اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ باوجود

اس کے کہ میں تمہارے مال اور تمہاری

کسی بات کا بھی روادار نہیں

اور میرے دل میں اتنی بھی خواہش

نہیں کہ کوئی مجھے سلام کرتا ہے یا

نہیں تمہارا مال جو میرے پاس

خند کے رنگ میں آتا تھا اس سے

پہلے اپریل تک میں اُسے مولوی

محمد علی کو دیدیا کرتا تھا مگر کسی

نے غلطی میں ڈالا اور اس نے کہا

کہ یہ ہمارا رویہ ہے اور ہم اس کے

محافظ ہیں۔ تب میں نے محض خدا کی

رضا کے لئے اس رویہ کا دنیا

بند کر دیا کہ میں دیکھوں میرا کیا کہنے

ہیں۔ ایسا کہنے والے نے غلطی کی

بڑھ کر بیان کرنا ممکن نہ تھا لیکن پھر بھی بعض بد قسمت لوگ اس حقیقت کو نہ سمجھ سکے اور خلافت کی برکات سے محروم ہو گئے۔

(۵) آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؒ کے

اس خطبہ عید الفطر کا ایک حصہ درج کرتا ہوں جو حضورؐ نے اس وقت دیا جب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہم خیال ممبران انجمن نے ایک امر کے بارے میں حضور رضی اللہ عنہ سے اختلاف کیا آپ فرماتے ہیں:-

”حضرت صاحب کی تصنیف

میں معرفت کا ایک نکتہ ہے وہ یہی

کھول کر سنا تا ہوں جس کو خلیفہ

بنانا تھا اس کا معاملہ تو خدا کے

سپرد کر دیا اور اُدھر جو وہ اشخاص

(ممبران صدر انجمن احمدیہ) ناقل لکھ

فرمایا کہ تم ہیئت مجموعی خلیفۃ المسیح

ہو۔ تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے

اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی

قطعی ہے۔ پھر ان چودہ کے چودہ

کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر

بیعت کرا دی کہ اس کو اپنا خلیفہ

مانو اور اس طرح تمہیں اکٹھا کر دیا

پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ تمام قوم کا

یہی خلافت پر اجماع ہو گیا اب

نہیں بے ادبی کی۔ اسے چاہیے کہ

وہ توبہ کرے، اب بھی توبہ کرے

اب بھی توبہ کرے۔ ایسے لوگ اگر

توبہ نہ کریں تو ان کے لئے اچھا نہ

ہوگا۔“ (بدریک فروری ۱۹۱۷ء)

(۴) اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ

نے لاہور کی ایک تقریر کے دوران فرمایا:-

”خلافت کیسری کی دکان ٹوٹاؤٹ

نہیں۔ تم اس بکھیرے سے کچھ فائدہ

نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے

خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی

میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں

جب مروں گا تو پھر وہی کھڑا

ہو گا جس کو خواجہ ہے گا اور

خدا اسے آپ کھڑا کرے گا۔

..... مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا

ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے

معزول ہو سکتا ہوں اور نہ اب

کسی میں طاقت ہے کہ معزول

کرے۔ اگر تم زیادہ زور دے گے

تو یاد رکھو میرے پاس ایسے

خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں

کی طرح ہزار دیں گے۔“

(بدریک جولائی ۱۹۱۷ء)

خلافت کے مقام اور عظمت کو اس سے

مارشیں ممکنہ وارسالہ کا خاص شاندار نمبر

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بشارت دی تھی کہ آپ کا نام اور آپ کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچے گی اور تمام ممالک میں آپ کی جماعت پھیل جائیگی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی امت پیگماری کی صداقت ہر وہ شخص اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر سکتا ہے جو جماعت احمدیہ کی تبلیغی سال اور قریبیوں پر نظر رکھتا ہے۔

مارشیں کی جماعت احمدیہ فراموش زبان کا ایک تبلیغی ہتھیار شائع کرتی ہے جس کا نام Message (پیغام) ہے اس رسالہ کا تازہ خاص نمبر اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ اس کی طباعت کاغذ اور نفیس ترتیب کو دیکھ کر دل باغ باغ ہوتا ہے۔ مضافی ایسے عمدہ طریق سے انتخاب کئے گئے ہیں جو اعلیٰ ہدایت پر دلالت ہے۔ اس رسالہ سے جماعت احمدیہ مارشیں کی تبلیغ کو آسان بنا دیا گیا ہے۔ تصاویر کے ذریعہ دیگر ممالک میں اسلامی جدوجہد کا بھی منظر پیش کر دیا گیا ہے۔ احمدیہ مارشیں کے بارے میں مغربیوں اور اہل علم کی جو آراء مثبت پر درج ہیں ان سے امتیاز کے بے لوث اور بلند کردار متبعین اور افراد جماعت کی جانفشانی کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس وقت امتیاز کے اپنا بیج ہمارے قابل صد فخر شاگرد حکرم مولانا محمد منیل صاحب متیر فاضل ہیں جنہیں اس سالہ اور ان کی مخلصانہ کوششوں پر انہیں اولان کے ذریعہ ساری جماعت احمدیہ مارشیں کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے اور جماعت کو پیش از پیش ترقی عطا فرمائے۔

اللہم آمین +

جو اجماع کے خلاف کرنے والا ہے وہ خدا تعالیٰ کا مخالف ہے۔۔۔۔۔ اب اگر اس معاہدہ کے خلاف کرو گے تو قاعقبہم نفاقاً فی قلوبہم کے مصداق بنو گے۔۔۔۔۔ میں ایسے لوگوں کو جماعت سے الگ نہیں کرتا کہ شاید وہ سمجھیں۔ پھر سمجھ جائیں، پھر سمجھ جائیں۔

اسی خطبہ میں فرماتے ہیں:-

”بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تمہاری نسبت نہیں بلکہ اگلے خلیفہ کے اختیارات کی نسبت بحث کرتے ہیں مگر تمہیں یہ معلوم کہ وہ ابوجہر اور مرزا صاحب سے بھی بڑھ کر آئے۔“

19.9
(خطبہ عید الفطر - بدر ۲۱ اکتوبر)

ان بیانات سے ظاہر ہے کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے نزدیک خلافت کا نہایت بلند مقام ہے۔ خلیفہ دنیوی انجمنوں کے پریذیڈنٹ کی طرح نہیں، وہ ایک روحانی مطاع ہے جس کی اطاعت میں خدا تعالیٰ کی رضا اور جس کی مخالفت میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مقام خلافت کے سمجھنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین +

خلیفہ کا مقام اور اس کی اہمیت

سیدنا حضرت المصالح الموعود رضی اللہ عنہ کی تحریرات کی روشنی میں

(جناب چودھری محمد صدیق صنائیم، ایم او ایل انچارج خلافت (لڈیری)

کو قائم ہوئی۔ چنانچہ اسی وجہ سے ہر سال ۲۷ مئی کو
یوم خلافت منایا جاتا ہے تاکہ اس موقع پر
خلافت کی اہمیت اور خلیفہ کے مقام کی اہمیت جماعت
کے افراد پر واضح کی جاسکے۔ پس ذِکْرُ قَانَ
الذِّکْرُی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ کے ارشاد
خداوندی کے تحت ذیل میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی
المصالح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریرات ”خلیفہ
کے مقام اور اس کی اہمیت“ کے بارے میں پیش
کی جاتی ہیں تاکہ احباب جماعت ان ارشادات کی
روشنی میں اللہ تعالیٰ کی نعمت خلافت کی قدر کریں اور
وَلَیِّنْ شُکْرًا ثُمَّ لَا تَنْفَعُ شُکْرُکُمْ مَطَابِقِ
اس نعمت کو اپنے اندر دیر تک جاری رکھنے کا
موجب ہوں۔

۱۔ خلافت کی اطاعت ہی الٰہی نصرت ملتی ہے

سیدنا حضرت المصالح الموعود رضی اللہ عنہ خلافت
کی اطاعت کی طرف جماعت کو توجہ دلا رہے ہوئے

انبیاء علیہم السلام کی بعثت الٰہی قوت میں
ہوتی ہے جبکہ دنیا میں ظلمت اور تاریکی کا زور و دھڑ
ہوتا ہے اور ظُہْرُ الْفَسَادِ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ
کی کیفیت ہوتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی بعثت
کے طفیل اللہ تعالیٰ ان ظلمتوں اور اندھیروں
کو اپنے نور کے ذریعہ زائل کرتا ہے اور ایمان
لانے والی اور عمل صالح کرنے والی جماعتیں کھڑی
کر دیتا ہے۔ نور نبوت کے فیضان کو اُمت میں
لبے عرصہ تک مستند کرنے کے لئے ان ایماندار اور
عمل صالح کرنے والے لوگوں میں خلافت کا سلسلہ
جاری فرماتا ہے۔ ہمارے اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ
نے دین اسلام کے احیاء اور شریعت اسلام کے
قیام کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو
مبعوث فرمایا اور آپ کی وفات کے بعد جماعت
میں اپنی قلمبست ثانیہ کا ظہور فرماتے ہوئے سلسلہ
خلافت کو قائم فرمایا۔

جماعت احمدیہ میں سب سے پہلی خلافت ۲۷ مئی ۱۹۰۵ء

فرماتے ہیں :-

..... وہی خدا جو اس وقت

فوجوں کے ساتھ تائید کے لئے آیا

آج میری مدد پر ہے اور اگر آج تم

خلافت کی اطاعت کے لئے نہ سمجھو

تو تمہاری مدد کو بھی اُنے کا نصرت

ہمیشہ اطاعت سے ملتی ہے جب

تک خلافت قائم ہے نظامی اطاعت

پر اور جب خلافت مٹ جائے

انفرادی اطاعت پر ایمان کی بنیاد

ہوتی ہے۔ (مفضل سہ ماہی ستمبر ۱۹۶۳ء)

۲۔ خلافت کی اطاعت کے باہر ہونے والا

نبی کی اطاعت کے باہر ہو جاتا ہے

حضور فرماتے ہیں :-

”بے شک میں نبی نہیں ہوں لیکن نبی

نبوت کے قدسوں پر اور اس کی جگہ پر

کھڑا ہوں۔ ہر وہ شخص جو میری اطاعت

کے باہر ہوتا ہے وہ یقیناً نبی کی اطاعت

کے باہر ہوتا ہے۔۔۔۔۔ میری

اطاعت اور فرمانبرداری میں خدا تعالیٰ

کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔“

۳۔ اطاعت رسول خلافت سے ہی ہوتی ہے

نہر مایا :-

”اطاعت رسول بھی جس کا اس آیت

میں ذکر ہے غیض کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض

یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے رشتہ

میں پرو دیا جائے۔ یوں تو صحابہؓ بھی

نمازیں پڑھتے تھے اور آج کل کے مسلمان

بھی نمازیں پڑھتے ہیں صحابہؓ بھی حج کرتے

تھے اور آج کل کے مسلمان بھی حج کرتے

ہیں۔ پھر صحابہؓ اور آج کل کے مسلمانوں

میں فرق کیا ہے؟ یہی کہ صحابہؓ میں ایک

نظام کا تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت

کی روح عد کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔

پہنچے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہؓ

اُسی وقت اُس پر عمل کے لئے کھڑے

ہو جاتے تھے لیکن یہ اطاعت کی روح

آج کل کے مسلمانوں میں نہیں۔۔۔۔۔

... کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے

بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس جب خلافت

ہو گی اطاعت رسول بھی ہو گی۔“

(تفسیر کبیر۔ سورہ نور ص ۱۹)

۴۔ ہر قسم کی فضیلت امام کی اطاعت میں ہے

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

”یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام

کمزور آدمی پہاڑ کی چڑھائی پر نہیں
 چڑھ سکتا تو سوئے یا کھڑے ہو کر
 کا ہنڈیا لیکر چڑھتا ہے اسی طرح
 انبیاء اور خلفاء لوگوں کیلئے سہارے
 ہیں اور دیواریں ہیں جنہوں نے
 اپنی قرب کے راستوں کو روک
 رکھا ہے بلکہ وہ سوئے اور سہارے
 ہیں جن کی مدد سے کمزور آدمی بھی
 اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے
 (الفصل ۱۱ ستمبر ۱۹۶۷ء)

۶۔ دین کی صحیح تشریح اور وضاحت خلفاء ہی کرتے ہیں

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-
 ”خلفاء کے ذریعہ سنن اور طریقے
 قائم کئے جاتے ہیں ورنہ احکام تو
 انبیاء پر نازل ہو چکے ہوتے ہیں۔
 خلفاء دین کی تشریح اور وضاحت
 کرتے ہیں اور مغفل امور کو کھول کر
 لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں
 اور ایسی راہیں بتاتے ہیں جن پر
 چل کر اسلام کی ترقی ہوتی ہے۔“
 (الفصل ۱۲ ستمبر ۱۹۶۷ء)

۷۔ اقامتِ صلوٰۃ خلیفہ کے ذریعہ ہی ہوتی ہے

فرمایا۔ ”اقامتِ صلوٰۃ بھی اپنے صحیح معنوں

نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ
 خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی
 زبان سے جو بھی آواز بلند ہوا اس کی
 اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔
 ہزار دفعہ کوئی شخص کہے
 کہ میں مسیح موعود پر ایمان لاتا ہوں
 ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت
 پر ایمان رکھتا ہوں۔ خدا کے
 حضور اس کے ان دعوؤں کی
 کوئی قیمت نہیں ہو گی جب تک
 وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ
 نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس
 زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا
 ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص
 پاٹلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں
 کرتا اور جب تک اس کی اطاعت
 میں اپنے زندگی کا ہر لمحہ بسر نہیں کرتا۔
 اس وقت تک وہ کسی قسم کی
 فضیلت اور بڑائی کا حقدار
 نہیں ہو سکتا۔“ (الفصل ۱۵ نومبر ۱۹۶۷ء)

۸۔ خلفاء ہی قرب الہی کے حصول میں مدد ہیں

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-
 ”انبیاء اور خلفاء اللہ تعالیٰ کے
 قرب کے حصول میں مدد ہوتے ہیں جیسے

۸۔ تمام برکت خلیفہ وقت سے تعلق فیجہ میں مل سکتی ہیں

سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

”جب تک یارب الارہم سے مشورے نہیں لیں گے اس وقت تک ان کے کام میں کبھی برکت پیدا نہیں ہو سکتی۔
 آخر خدا نے ان کے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ نہیں دی میرے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ دی ہے۔ انہیں خدا نے خلیفہ نہیں بنایا مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اور جب خدا نے اپنی مرضی بتانی ہوتی ہے تو مجھے بتاتا ہے انہیں نہیں بتاتا پس تم مرکز سے الگ ہو کر کیا کر سکتے ہو جس کو خدا اپنی مرضی بتاتا ہے جس پر خدا اپنے الہام نازل فرماتا ہے جس کو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنادیا ہے اس سے مشورہ اور ہدایت حاصل کر کے تم کام کر سکتے ہو۔ اس سے جتنا تعلق رکھو گے اسی قدر تمہارے کاموں میں برکت پیدا ہوگی۔
 وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔
 اگر کوئی شخص امام کے ساتھ

میں خلافت کے بغیر نہیں ہو سکتی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صلوة کا بہترین حصہ جمعہ ہے جس میں خطبہ پڑھا جاتا ہے اور قومی ضرورتوں کو لوگوں کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ اب اگر خلافت کا نظام نہ ہو تو قومی ضروریات کا پتہ کس طرح لگ سکتا ہے۔ مثلاً پاکستان کی جماعتوں کو کیا علم ہو سکتا ہے کہ چین اور جاپان اور دیگر ممالک میں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں کیا ہو رہا ہے اور اسلام ان سے کن قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اگر ایک مرکز ہوگا اور ایک خلیفہ ہوگا جو تمام مسلمانوں کے نزدیک جلالی امت ہوگا تو اسے تمام اکناف عالم سے رپورٹیں پہنچنی رہیں گی کہ یہاں یہ ہو رہا ہے اور وہاں وہ ہو رہا ہے اور اس طرح وہ لوگوں کو بتا سکے گا کہ آج فلاں قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہے اور آج فلاں قسم کی خدمات کیلئے آپ کو پیش کرنے کی حاجت ہے۔
 مگر جب خلافت کا نظام نہیں ہے تو انفرادی رنگ میں کسی کو قومی ضرورتوں کا کیا علم ہو سکتا ہے“
 (تفسیر کبیر سورہ نور ص ۳۶)

ہے۔" (خطبہ جمعہ مندرجہ)

(الفضل ۳ ستمبر ۱۹۶۷ء)

۱۔ خلیفہ وقت کی سکیم کے سوا اور کوئی سکیم قابل عمل نہیں ہونی چاہیے

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

"خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس

وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے

اس وقت سب کیوں، سب تجویزوں

اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا

جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی حکم

وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس

کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا

ہے۔ جس تک جو روح جماعت میں

پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات

دائرگان، تمام سکیمیں باطل اور تمام

تدبیریں ناکام ہیں۔" (خطبہ جمعہ

۲۲ جنوری ۱۹۶۷ء مندرجہ الفضل

۳۱ جنوری ۱۹۶۷ء)

پھر فرماتے ہیں :-

"..... پس پالیسی کو خلفاء پیش

کریں گے ہم اسے ہی کامیاب بنائیں گے

اور جو پالیسی ان کے خلاف ہوگی اسے

ناکام کریں گے۔ پس اگر کوئی مبالغہ

اور مومن کوئی اور طریق اختیار

اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو

خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا

ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکیگا

جتنا بکری کا بکروڑہ کر سکتا ہے"

(الفضل ۲ نومبر ۱۹۶۷ء)

۵۔ خلیفہ وقت کی موجودگی میں کسی آزادانہ تدبیر اور مظاہرہ کی ضرورت نہیں

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

"اگر ایک امام اور خلیفہ کی موجودگی

میں انسان یہ سمجھے کہ ہمارے لئے کسی آزادانہ

تدبیر اور مظاہرہ کی ضرورت ہے تو پھر

خلیفہ کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی امام

اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم

جو مومن اٹھاتا ہے اس کے پیچھے اٹھاتا

ہے، اپنی مرضی اور خواہشات کو اس کی

مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا

ہے، اپنی تدبیروں کو اس کی تدبیروں

کے تابع کرتا ہے، اپنے ارادوں کو

اس کے ارادوں کے تابع کرتا ہے،

اپنی آرزوؤں کو اس کی آرزوؤں کے

تابع کرتا ہے اور اپنے سامانوں کو

اس کے سامانوں کے تابع کرتا ہے۔

اگر اس مقام پر مومن کھڑے ہو جائیں

تو ان کے لئے کامیابی اور فتح یقینی

چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ
نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا
بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا اور تمہارا
بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت
ہو۔ (المفضل ص ۱۹۳)

۱۲۔ خلیفہ کو عصمت صغریٰ حاصل ہوتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
”اطاعت جس طرح نبی کی ضروری
ہوتی ہے ویسے ہی خلفاء کی ضروری ہوتی
ہے۔ ہاں ان دونوں اطاعتوں میں ایک
امتیاز اور فرق ہوتا ہے اور وہ یہ کہ
نبی کی اطاعت اور فرمانبرداری اس وجہ
سے کی جاتی ہے کہ وہ وحی الہی اور
پاکیزگی کا مرکز ہوتا ہے مگر خلیفہ کی
اطاعت اسی لئے نہیں کی جاتی کہ وہ
وحی الہی اور تمام پاکیزگی کا مرکز ہوتا
ہے بلکہ اسلئے کی جاتی ہے کہ وہ تنفیذ
وحی الہی اور تمام نظام کا مرکز ہے۔
اسی لئے واقع اور اہل علم لوگ کہا
کرتے ہیں کہ انبیاء کو عصمت بکری حاصل
ہوتی ہے اور خلفاء کو عصمت صغریٰ“
(المفضل ص ۱۹۳)

نیز فرمایا۔

”یہ تو ہو سکتا ہے کہ ذاتی معاملات

کو تاہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے کہ ہم اسے ناکام کر دیں گے
..... صرف خلیفہ کی پالیسی کو
ہی کامیاب کر دیں گے۔“
(خطبہ جمعہ مندرجہ المفضل ص ۱۹۳)

نیز فرماتے ہیں۔

”دین کے ایک معنی سیاست
اور حکومت کے بھی ہوتے ہیں۔ اس
محاذ سے سچے خلفاء کی اللہ تعالیٰ
نے یہ علامت بتائی ہے کہ جس سیاست
اور پالیسی کو وہ چلائیں گے اللہ تعالیٰ
اسے دنیا میں قائم فرمائے گا۔“
(تفسیر کبیر سورہ نور ص ۳۷)

۱۱۔ انسانی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے تحت ہی کامیابی کی راہ دکھا سکتی ہیں

حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”میں نہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ
تم کتنے ہی عقلمند اور تدبیر ہوائی تدابیر
اور عقلوں پر عمل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں
پہنچا سکتے جب تک تمہاری عقلیں اور
تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور
تم امام کے پیچھے چکھے نہ چلو مگر اللہ تعالیٰ
کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں
کر سکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت

”خدا تعالیٰ جس شخص کو خلعت پرکھڑا کرتا ہے وہ اس کو زمانہ کے مطابق علوم بھی عطا کرتا ہے اگر وہ احمق، جاہل اور بے وقوف ہوتا ہے۔۔۔۔۔ تو اس کے کیا معنی ہیں کہ خلیفہ خود خدا بناتا ہے۔ اس کے تو معنی یہ ہیں کہ جب کسی کو خدا خلیفہ بناتا ہے تو اسے اپنے صفات بخشتا ہے، اگر وہ اسے اپنی صفات نہیں بخشتا تو خدا تعالیٰ کے خود خلیفہ بنانے کے معنی ہی کیا ہیں۔“
(الفضل ۲۲ نومبر ۱۹۵۷ء)

۴۔ خلیفہ کا ادب و احترام ہی میابی کا ذریعہ ہے
فہرما یا۔

”شریعت وہ ہے جو قرآن کریم میں بیان ہے اور آداب وہ ہیں جو خلفاء کی زمان سننے نکلیں پس ضروری ہے کہ آپ لوگ ایک طرف تو شریعت کا احترام قائم کریں اور دوسری طرف خلفاء کا ادب و احترام قائم کریں اور یہی چیز ہے جو مومنوں کو کامیاب کرتی ہے۔“
(الفضل ۴ ستمبر ۱۹۶۷ء)

۵۔ خلیفہ کی دعا ہی سب سے زیادہ قبول ہوتی ہے

”غور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

میں خلیفہ موقت سے کوئی غلطی ہو جائے لیکن ان معاملات میں جن پر جماعت کی روحانی اور جسمانی ترقی کا انحصار ہو اگر اس سے کوئی غلطی سرزد بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کا خلعت فرما لے اور کسی نہ کسی رنگ میں اسے اس غلطی پر مطلع کر دیتا ہے۔ صوفیا کی اصطلاح میں اسے عصمت صغریٰ کہا جاتا ہے۔ گویا انبیاء کو تو عصمت بکری حاصل ہوتی لیکن خلفاء کو عصمت صغریٰ حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے کوئی ایسی غلطی نہیں ہونے دیتا جو جماعت کے لئے تباہی کا موجب ہو۔ ان کے فیصلوں میں بڑائی اور معمول غلطیاں ہو سکتی ہیں مگر انہیں مکار فیجہ یہی ہو گا کہ اسلام کو غلبہ حاصل ہو گا اور اس کے مخالفوں کو شکست ہو گی۔ گویا بوجہ اس کے کہ ان کو عصمت صغریٰ حاصل ہوتی ہے خدا تعالیٰ کی پالیسی بھی وہی ہو گی جو ان کی ہو گی، بے شک بولنے والے وہ ہوں گے، زبانیں انہی کی حرکت کریں گی، اٹھ انہی کے چلیں گے، دماغ انہی کا کام کرے گا مگر ان سب کے پیچھے خدا تعالیٰ کا اپنا ہاتھ ہو گا۔“ (تفسیر کبیر سورہ نور ۳۷-۳۸)

۱۳۔ اللہ تعالیٰ خلیفہ موقت کو اپنی صفات بخشتا ہے
تصور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

نیا آسمان پیدا کریں گے لیکن شرط
یہی ہے کہ کامل فرمانبرداری کرو۔
(افضل ۳ ستمبر ۱۹۶۷ء)

۱۔ بیعت خلافت کے بعد کوئی کام
امام کی ہدایت کے بغیر نہیں کرنا چاہیے

بیعت خلافت کے بعد مہاجرین کی ذمہ داریاں
بیان فرماتے ہوئے سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں :-

”جو بھائی منظم ہوتی ہیں ان پر
کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جن
کے بغیر ان کے کام کبھی بھی صحیح طور
پر نہیں چل سکتے۔۔۔۔۔ ان شرائط
اور ذمہ داریوں میں سے ایک اہم
شرط اور ذمہ داری یہ ہے کہ جب
وہ ایک امام کے ہاتھ پر بیعت
کر چکے تو پھر انہیں امام کے منہ
کی طرف دیکھتے رہنا چاہیے کہ وہ
کیا کہتا ہے اور اس کے قدم
اٹھانے کے بعد اپنا قدم اٹھانا
چاہیے اور افراد کو کبھی بھی ایسے
کاموں میں حصہ نہیں لینا چاہیے جن
کے نتائج ساری جماعت پر ہو کہ
پڑتے ہوں کیونکہ پھر امام کی ضرورت
اور حاجت ہی نہیں رہے گی۔۔۔۔

”اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت
پر مقرر کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی
قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی
دعا میں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے
انتخاب کی ہمت کم ہوتی ہے۔۔۔۔۔ نہیں
جو دعا کروں گا وہ انشاء اللہ فرداً فرداً
ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی۔“
(منصب خلافت ص ۳۲)

۱۶۔ خلیفہ ہشتمین کو زیر کرنے کا ذریعہ ہے

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ جماعت کو خلیفہ کی
کامل فرمانبرداری کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-
”اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کو
دیکھتے ہوئے میں انسانوں پر انحصار
نہیں کر سکتا۔ اور تم بھی یہ نصرت
اسی طرح حاصل کر سکتے ہو کہ اطاعت
کا اعلیٰ نمونہ دکھاؤ اور ایسا کرنے
میں صرف خلیفہ کی اطاعت کا ثواب
نہیں بلکہ موعود خلیفہ کی اطاعت کا
ثواب تمہیں ملے گا۔ اگر تم کامل طور
پر اطاعت کرو گے تو مشکلات کے
بادل اُڑ جائیں گے تمہارے دشمن
زیر ہو جائیں گے اور فرشتے آسمان
سے تمہارے لئے ترقی والی زمینیں
اور تمہاری عظمت و سطوت والا

ان کی وجہ سے خلیفہ وقت کی اطاعت کے انحراف نہ ہو۔ لیکن اگر واجب اطاعت خلیفہ کے احکام اور ارشادات و تحریکات کے ساتھ کسی اور چیز کا مقابلہ کرے تو پھر باقی تمام رشتہ منقطع اور تعلقات کا انقطاع اور تمام دوستوں اور محبتوں کا اختتام ہو جانا ضروری ہے۔ صرف اور صرف خلیفہ وقت کی اطاعت ہی مومنین کے قیام نظر ہونی چاہیئے۔ کیونکہ بیعت کے بعد دراصل حقیقی رشتہ خلیفہ وقت سے قائم ہونا چاہیئے اور باقی سب رشتے اسی کی خاطر ہونے چاہئیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو خلیفہ وقت کا مقام اور اس کی اہمیت صحیح طور پر سمجھنے کی توفیق دے اور حقیقی اطاعت اور فرمانبرداری کی روح ہمارے اندر پیدا کرے۔ (آمین) *

اشاعتِ فتنہ

ماہنامہ الفرقان کے لئے متعدد مطالبانِ حق کی درخواستیں آتی رہتی ہیں جو اپنی مالی کمزوری کے باعث قیمت ادا کرنے سے معذور ہوتے ہیں مگر وہ رسالہ کا مطالعہ ضروری سمجھتے ہیں۔ بعض اداروں اور لائبریریوں کی طرف سے بھی درخواستیں موصول ہوتی ہیں۔ اگر احباب الفرقان کے اشاعتِ فتنہ میں رقوم بھجواتے ہیں تو انہیں ثواب ملتا رہے گا۔ (مینیجر الفرقان - دہوہ)

... امام کا مقام تو یہ ہے کہ وہ حکم دے اور ماموم کا مقام یہ ہے کہ وہ پابندی کرے۔
(الفصل ۵ جون ۱۹۳۷ء)

۱۹ خلافت کی ناقدری فسق پر منتج ہوتی ہے

نعمتِ خلافت کی قدر دانی کرنے کی تلقین فرماتے ہوئے حضور رضی اللہ عنہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

”ہم جو انعامات تم پر نازل کرنے لگے ہیں اگر تم ان کی قدر نہ کرو گے تو ہم تمہیں سخت سزا دیں گے۔ خلافت بھی چونکہ ایک بھاری انعام ہے اسلئے یاد رکھو جو لوگ اس نعمت کی ناشکری کریں گے وہ فاسق ہو جائیں گے۔۔۔۔۔ فسق کا فتویٰ انسان پر اسی صورت میں لگ سکتا ہے جب وہ روحانی خلفاء کی اطاعت سے انکار کرے۔“ (تفسیر کبیر سورہ نور ص ۳۷۴-۳۷۵)

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ بالا ارشادات سے خلیفہ کا مقام اور اس کی اہمیت عیاں ہے۔ خلیفہ وقت کی بیعت کے بعد دوسرے تمام لوگوں کی اطاعتیں اور تمام قسم کی وفاداریاں صرف اسی وقت تک جائز سمجھی جاسکتی ہیں جب تک

آیت اختلاف اور غیر مامور خلفاء

(محترم شیخ مبارک احمد صاحب فاضل سابق مبلغ مشرقی افریقہ)

ہوتے ہوتے تمام لیا اور اس وعدہ
کو پورا کیا وَلَيَسَّيَنَّ لَهُمْ
دِينُهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ
وَلَيَسَّيَنَّ لَهُمْ مِنْ بَعْدِ
خَوْفِهِمْ أَمْنًا۔ یعنی خوف
کے بعد پھر ہم نے اُن کے پیر
جمادئے " (الوصیت ص ۱۷)
مطبوعہ دہلی ۱۹۶۷ء

(۲) پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب
شہادۃ القرآن میں آیت اختلاف کے ذکر
میں تحریر فرمایا۔

"اس آیت (اختلاف) میں
بھی مماثلت کی طرف عریض اشارہ
ہے اور اگر اس مماثلت کی مماثلت
تمامہ مراد نہیں تو کلام بحث ہوا
جاتا ہے۔ کیونکہ شریعت موسوی
میں چودہ سو برس تک خلافت کا
سلسلہ مستدربانہ صرف تیس برس
تک۔ اور صد ہا خلیفہ روحانی اور

اللہ تعالیٰ نے آیت اختلاف میں موسیٰ سے
جس خلافت کا وعدہ فرمایا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال
ہے کہ اس خلافت سے مراد صرف ماموریت والی
خلافت ہے۔ یعنی اس آیت میں مامور خلفاء کا وعدہ
ذکر کیا گیا ہے غیر مامور خلفاء کا ذکر نہیں۔ اس شبہ
کے ازالہ کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے مندرجہ ذیل چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں
جن سے مذکورہ شبہ کا ازالہ ہو جاتا ہے اور یہ
ثابت ہو جاتا ہے کہ آیت اختلاف میں غیر مامور خلفاء
بھی شامل ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے
رسالہ الوصیت میں تحریر فرمایا ہے:-

(۱) "جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی موت ایک بے وقت موت
تھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین
مرتد ہو گئے اور صحابہ بھی مارے
غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب
خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ
کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت
کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود

ظاہری طور پر ہوتے۔ نہ صرف

پارا اور پھر ہمیشہ کے لئے خاتمہ

(شہادۃ القرآن ص ۲۸ طبع اول)

اور یہ امر واقعہ اور مسلمہ حقیقت ہے کہ اُمتِ موسوی

میں متعدد روحانی اور ظاہری طور پر ایسے خلفاء بھی

ہوئے جو مامور نہ تھے۔ اب مماثلت تمام میں کا ذکر

آیت اختلاف میں ہے کا تقاضا ہے کہ اُمتِ محمدیہ

میں بھی ایسے خلفاء ہوں جو مامور نہ ہوں۔

(۳) پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا:-

”بعض صاحبِ آیت وَعَدَ اللَّهُ

الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا

الصَّالِحَاتِ لَنَسْتَخْلِفَهُمْ

فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كُمُومِيَّت

سے انکار کر کے کہتے ہیں کہ منکم

سے صحابہ ہی مراد ہیں اور خلافت

راشدہ حقہ انہیں کے زمانہ تک

نہم ہوگئی اور پھر قیامت تک

اسلام میں اس خلافت کا نام وراثت

نہیں ہوگا۔ گویا ایک خوابِ خیال

کی طرح اس خلافت کا صرف تیس

برس ہی کا دور تھا اور پھر ہمیشہ

کے لئے اسلام ایک لازوال حکومت

میں پڑ گیا۔“ (شہادۃ القرآن ص ۲۹)

(۴) اسی کتاب شہادۃ القرآن میں مزید تفصیل درج

کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:-

”پس گویا تفصیل اس آیت (اختلاف)

کی یوں ہے کہ خدا تعالیٰ نے تم سے

پہلے ان لوگوں کو روئے زمین پر

خلیفہ مقرر کیا تھا جو ایماندار اور

صالح تھے اور اپنے ایمان کے ساتھ

اعمالِ صالح جمع رکھتے تھے۔ اور

خدا تعالیٰ وعدہ کرتا ہے کہ تم میں سے

بھی اسے مسلمانو ایسے لوگوں کو جو

انہی صفاتِ حسنہ سے موصوف

ہوں اور ایمان کے ساتھ اعمال

صالح جمع رکھتے ہوں خلیفہ کو لگاؤ گے۔“

(۵) پھر اسی کتاب میں حضورؐ نے فرمایا:-

”خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس

نبی کریم کے خلیفہ وقتاً فوقتاً بھیجتا

رہوں گا اور خلیفہ کے لفظ کو اس

اشارہ کے لئے اختیار کیا گیا ہے کہ

وہ نبی کہ تم کے جانشین ہونگے اور

اس کی برکتوں میں سے حصہ پائینگے

جیسا کہ پہلے زمانوں میں ہوتا رہا اور

ان کے ہاتھ سے بر جاتی دین کی ہوگی

اور خوف کے بعد امن پیدا ہوگا۔“

(شہادۃ القرآن ص ۲۸ طبع اول)

(۶) پھر حضور علیہ السلام نے اب شہادۃ القرآن کے

ص ۲۸ پر آیت اختلاف درج کر کے فرماتے ہیں:-

جو حقائق ثابت شدہ کو دولت
عظمت سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں اور
اسلام کی نسبت اس سے بڑھ کر
اُور کوئی بداندیشی نہیں کہ اس کو
مردہ مذہب خیال کیا جائے
اور اس کی برکات کو صرف قرن
اول تک محدود رکھا جائے۔“

(شہادۃ القرآن ص ۵)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے
مندرجہ بالا ارشادات سے یہ بات بالکل واضح اور
المفہوم ہے کہ آج استخلاف میں بن خلفاء کا ذکر
کیا گیا ہے ان میں غیر مامور خلفاء بھی شامل ہیں اور
اس سلسلہ کو آپ صرف خلفاء راشدین تک ہی
قرن اول میں محدود نہیں سمجھتے بلکہ جیسا کہ قرن اول
میں خلفاء راشدین آئے اسی طرح اس آیت میں
دیتے گئے وعدہ کے مطابق امت محمدیہ میں غیر مامور
خلفاء بھی آتے رہیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کی
تائید سے اسلام کے لئے عظیم برکتوں کے حصول
کا موجب ہوں گے اور خوف کو امن سے بدلنے
والے ہوں گے ان کی اطاعت کرنا بھی امت کا فرض
ہے اور ان کے ذریعہ روحانی فیوض اور برکات کا
حصول لازمی ہے۔ پس یہ خیالی اذیتوں سے قرآن مجید
درست نہیں کہ امت میں غیر مامور خلیفہ نہیں ہو سکتے
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصریحات اس بارے
میں بالکل واضح ہیں۔ وما علینا الا البلاغ +

”ان آیات کو اگر کوئی شخص تاقل
اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر
کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے
کہ خدا تعالیٰ اس امت کے لئے
خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا
ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو
شریعت موسوی کے خلیفوں سے
تشبیہ دینا کیا مجھے رکھتا تھا۔ اور
اگر خلافت راشدہ صرف تیس برس
تک رہ کر پھر ہمیشہ کے لئے اس
کا دو ختم ہو گیا تھا تو اس سے
لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہرگز
یہ ارادہ نہ تھا کہ اس امت پر
ہمیشہ کے لئے ابواب سعادت
مفتوح رکھے کیونکہ روحانی سلسلہ
کی موت سے دین کی موت لازم
آتی ہے۔“

(۷) پھر حضورؐ نے فرمایا :-

”یاد رہے کہ اگرچہ قرآن کریم
میں اس قسم کی بہت سی آیتیں ایسی
ہیں کہ جو اس امت میں خلافت
دائمی کی بشارت دیتی ہیں۔ اور
احادیث بھی اس بارہ میں بہت سی
بھری پڑی ہیں لیکن بالفعل اس قدر
لکھنا ان لوگوں کے لئے کافی ہے

خلافت کا عالم و ہماری ذمہ داریاں

(جناب مولوی عزیز الرحمن صاحب منگل (مرقی سلسلہ)

قرآن مجید کی پیش گوئی آیت اختلاف کے مطابق اللہ تعالیٰ جس طرح انبیاء سابقین کی وفات کے بعد ہر زمانے میں سلسلہ خلافت کو قائم فرماتا چلا آیا اسی سنت قدیم کے مطابق علیم و حکیم خدا نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی نظام خلافت کو قائم کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین خلفاء راشدین نے آنحضرت کے جوارح اور اعضاء بن کر آپ کے مشن اور آپ کی تعلیم و تبلیغ کی تکمیل کی۔ ان کے ذریعہ سے جہاں تک خدا تعالیٰ کا منشاء مبارک تھا اسلام دنیا میں پھیلا اور خدا تعالیٰ کا نام بلند ہوا۔

جب مسلمانوں نے خلافت کی قدر کو نظر انداز کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت علمی ان سے چھین لی اور مسلمان اس جبل اللہ المتین کو چھوڑ کر اوج قویا ہے گو کہ قدرت میں گرتے چلے گئے۔ اب پھر جو چھ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسیح محمدی علیہ السلام کو بھیج کر دوبارہ دین و شریعت اسلام کا احیاء کیا۔ آپ کے ذریعہ سے

خدا تعالیٰ نے پھر اُمت محمدیہ کا آخری لشکر تیار کیا جنہوں نے اپنا سب کچھ اسلام پر قربان کرنے کو عین سعادت سمجھا۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے طفیل محمدیوں کا پیر بلند ہو مینار پر استحکام پذیر ہوا۔ آخر تقاضائے بشریت کے مطابق حضرت مسیح موعود کی وفات کا دن آگیا۔ آپ اس جہان سے اٹھ گئے لیکن خدا تعالیٰ نے اس مامور کی وفات کے بعد پھر خلافت اسلامیہ کا دوسرا دور شروع کیا اور جیسا کہ آپ نے اپنی کتابوں میں الہامات الہیمہ کی بنا پر خبر دی تھی کہ آپ کی وفات کے بعد قدرت ثانیہ کا ظہور ہوگا اور وہ قدرت ثانیہ قیامت تک جماعت کے ساتھ رہے گی۔ انہی پیش گوئیوں کے مطابق خلافت احمدیہ کا وجود دنیا میں ظاہر ہوا۔ اس قدرت ثانیہ کا پہلا منظر حضرت خلیفہ اول مولانا نور الدین کا وجود بابرکت تھا۔ ان کی وفات کے بعد قدرت ثانیہ خلافت ثانیہ کے لباس میں فتن ہوئی۔ حضرت خلیفہ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی پیمائش سالمہ کامیاب خلافت کے بعد خدا تعالیٰ نے خلافت ثالثہ کے رنگ میں جس قدرت ثانیہ کا نظارہ

دکھایا اور اس قدرت الہیہ کو تو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

ہمیں وہ رات خوب یاد ہے جب حضرت خلیفۃ المسیحؑ کی وفات واقع ہوئی۔ تمام جماعت دیوانہ وار مرکز احمدیت ریلوے میں جمع ہوئی۔ ان چار گھنٹوں میں نہ کوئی جماعت کا امام تھا نہ تبلیغہ، دنوں پر خوف اور کپکپی کی حالت طاری تھی کہ اب کیا ہوگا۔ پر اسے کہتے تھے اب محمودؑ کے بعد اس جماعت کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ بعض مہینے کمزور بھی یہ خیال کرتے تھے شاید کوئی فتنہ نہ پیدا ہو جائے۔ بظاہر جماعت کی تمکنت و عظمت ختم ہو گئی تھی۔ بے امنی اور بے چینی کا دورہ تھا لیکن ابھی جماعت احمدیہ کی قیمتی پر جو بس گھنٹے بھی نہ گزری تھے کہ خدا تعالیٰ کے فرشتوں نے آسمان سے آواز دی کہ اسے یتیم جماعت! لو ہم تمہیں قدرتِ ثانیہ کا قیصر استعظم دیتے ہیں آؤ اس امامِ ہمام کے ساتھ ہو جاؤ۔ پس پھر کیا ہوا؟ خوف کی حالت امن میں تبدیل ہو گئی، بے چینی کا تور ہوئی گئی، قلوب پر سکینت طاری ہوئی گئی، غم کے بادل چھٹ گئے، اور دلوں کی آلائشیں صاف ہو گئیں۔ کل جو ہمیں حضرت مرزا ناصر احمدؒ سلمہ اللہ نظر آتے تھے آج ہمیں قدرتِ ثانیہ کے تیسرے منظر نظر آنے لگے۔ آپ کی ادا اور آپ کا محلیہ اور آپ کے کلمات اور آپ کی تاثیر۔ ایک رات میں خدا تعالیٰ نے ملوہم سکھا دیئے، معارف بڑھادیئے اور قوت

باز بے عطا فرمادی۔ تمام جماعت کے قلوب پر خدائی تقریر ہوئی اور خدا کے فضل و کرم سے ساری جماعت اس عروۃ الوثقیٰ کے ذریعہ سے بندھ گئی۔ پس ید اللہ علی الجماعۃ کا نظارہ ہم نے دیکھ لیا۔ اور وعدہ استخلاف پورا ہونے کے ہم عینی شاہد بن گئے۔

پھر ایک دو سال کے اندر اندر جماعت کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی مسجد اقصیٰ کی بنیادیں رکھی گئیں۔ اس کے اخراجات کا خدا تعالیٰ نے ذمہ لے لیا۔ فضل عمر فاؤنڈیشن میں ۳۵ لاکھ سے زائد کے وعدے ہو گئے۔ وقف عارضی کیلئے پانچ ہزار مبلغ تیار ہو رہے ہیں۔ ساری جماعت میں حلیم القرآن کی کلاسیں کھل گئیں۔ گورنر جنرل حلقہ بگوش احمدیت ہو گئے۔ تقریباً ایک کروڑ روپیہ تک جماعت کے مختلف اداروں کا بجٹ پہنچ گیا یہ خدائی شہادت بتلاتی ہے کہ یہ سب کچھ قدرتِ ثانیہ نے کیا جو خلافتِ شاکستہ کے رنگ میں جلوہ پذیر ہوئی۔

ہم جمیع افرادِ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے اس احسان پر جتنے شکر کریں کم ہے۔ آج کروڑوں مسلمان باوجود تمام اسباب و ذرائع حاصل ہونے کے نظامِ خلافت کو قائم نہیں کر سکتے۔ لیکن ایک غریب و کمزور جماعت کو خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے نعمتِ خلافت عطا کر رکھی ہے

ہے ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تواند بخشد خدائے بخشندہ

اجاب کرام! جب فتوحاتِ عظیمہ کا زمانہ آتا ہے تو وہ اپنے ساتھ بعض مشکلات بھی لاتا ہے اور فتوحات کے زمانہ میں شیطان بھی بعض رخنے پیدا کر لیتا ہے اسلئے ہم کو ان نصرتوں کے دور میں کثرت سے استغفار اور خدا تعالیٰ کی تسبیح کرنی چاہیئے جیسا کہ سورۃ اذا جاء نصر اللہ میں حکم دیا گیا ہے اور جو کس وہوشیا بھی رہنا چاہیئے۔ اب دوستوں کی خدمت میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی رضی اللہ عنہ کے دو اقتباس پیش کرتا ہوں جن میں حضورؐ نے جماعت کو ۱۹۱۵ء میں بعض ہدایات دی تھیں جو ہماری لئے مشعلِ راہ بن سکتی ہیں۔ ان میں حضورؐ نے آپ کے بعد آنے والے خلفاء کے لئے خصوصی دعائیں بھی مانگی ہیں حضورؐ فرماتے ہیں:-

(۱) ”تم اس بات کے ذمہ دار

ہو کہ شریعہ اور فتنہ انگیز لوگوں

کو کرید کرید کر نکالو اور ان کی

شرارتوں کو روکنے کا انتظام کرو۔

میں نے تمہیں خدا تعالیٰ سے علم پا کر

بتا دیا ہے اور میں ہی وہ شخص ہوں

جس نے اس طرح صحیح واقعات کو

یکجا جمع کر کے تمہارے سامنے رکھ دیا

ہے جن سے معلوم ہو جائے گا کہ

پہلے خلیفوں کی خلافتیں اس

طرح تمام ہوئی تھیں۔ پس تم میری

نصیحتوں کو یاد رکھو۔ تم پر خدا کے

بڑے فضل ہیں اور تم اس کی برگزیدہ جماعت ہو۔ اسلئے تمہارے لئے ضروری ہے کہ اپنے پیشروؤں سے نصیحت پکڑو۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں لوگوں پر افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ پہلی جماعتیں جو ہلاک ہوئی ہیں تم ان سے کیوں سبق نہیں لیتے... خدا تعالیٰ نے جبکہ مجھے خلافت کے منصب پر کھڑا کیا ہے تو مجھ پر واجب تھا کہ دیکھوں پہلے خلیفوں کے وقت کیا ہوا تھا اس کے لئے میں نے نہایت کوشش کے ساتھ حالات کو جمع کیا ہے۔

اس سے پہلے کسی نے ان واقعات کو اس طرح ترتیب نہیں دیا۔ پس آپ لوگ ان باتوں کو سمجھ کر ہوشیار ہو جائیں اور تیار رہیں۔ حق ہو گئے اور بڑے سخت ہوں گے۔ ان کو دور کرنا تمہارا کام ہے۔ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے اور تمہارے ساتھ ہو اور میری مدد کرے اور مجھ سے بعد آنے والے خلیفوں کی بھی کرے اور خاص طور پر کرے کیونکہ ان کی مشکلات مجھ سے بہت بڑھ کر اور بہت زیادہ ہوں گی۔ دوست کم ہوں گے اور دشمن زیادہ۔ اس

وقت حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ
بہت کم ہوں گے۔ مجھے حضرت
علیؑ کی بیانات یاد کر کے بہت ہی
درد پیدا ہوتا ہے اُن کو کسی نے
کہا کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت
عمرؓ کے عہد میں تو ایسے فتنے اور
فساد نہ ہوتے تھے جیسے آپ کے
وقت میں ہو رہے ہیں۔ آپ نے
اُسے جواب دیا کہ اونحبت حضرت
ابوبکرؓ اور عمرؓ کے تحت یہ جیسے شخص
تھے اور میرے ماتحت تیرے جیسے
لوگ ہیں۔ فرض ہوں جو دن گزرتے
ہائیں گے حضرت مسیح موعودؑ کے
صحبت یافتہ لوگ کم رہ جائیں گے
اور آپ کے تیار کردہ انسان قلیل
ہو جائیں گے۔ پس قابلِ رحم حالت
ہوگی اُس خلیفہ کی جس کے ماتحت
ایسے لوگ ہوں گے۔ خدا تعالیٰ کا
رہم اور فضل اُس کے شامل ہو اور
اس کی برکات اور اس کی نصرت
اس کے لئے نازل ہو جسے ایسے
حالات میں اسلام کی خدمت کرنی
پڑے گی۔ اس وقت تو خدا تعالیٰ کا
فضل ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے
بہت سے صحابہ موجود ہیں جن کے

دل خشیت الہی اپنے اندر رکھتے
ہیں لیکن یہ ہمیشہ نہیں رہیں گے
اور بعد میں آنے والے لوگ
خلیفوں کے لئے مشکلات پیدا
کریں گے۔ میں خدا تعالیٰ سے
دعا کرتا ہوں کہ خدا اُن کے والے
زمانے میں اپنے فضل اور تائید سے
ہماری جماعت کو کامیاب کرے
اور مجھے بھی ایسے فتنوں سے بچائے
اور مجھ سے بعد میں آنے والوں کو
بھی بچائے۔ آمین۔

(انوار خلافت ص ۱۵۴ تا ۱۵۵)

(۲) ”یاد رکھو کہ فتوحات کے زمانہ
میں ہی تمام فسادات کا بیج
بویا جاتا ہے۔ جو اپنی فتح کے
وقت اپنی شکست کی نسبت نہیں
سوچتا اور اقبال کے وقت ادبار
کا خیال نہیں رکھتا اور ترقی کے
وقت تنزل کے اسباب کو نہیں
مٹاتا اس کی ہلاکت یقینی اور اس
کی تباہی لازمی ہے۔“

ہماری جماعت کی ترقی کا
زمانہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے
بہت قریب آگیا ہے اور وہ دن
دور نہیں جبکہ افواج در افواج

انجمن کی جانشینی کا مفہوم

غیر مبايع بھائیوں کے لئے قابل غور نکتہ

رسالہ الوصیت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سلسلہ خلافت کی خوشخبری دی ہے اور جماعت کی ترقی کی بات بیان فرمائی۔ افراد جماعت کو وصیتیں کرنیکی ہدایت دی۔ غیر مبايع بھائیوں نے سلسلہ میں خلافت سے گزشتگی اختیار کی اور وصیتوں کے جہد کو توڑ دیا۔ صرف انجمن کی جانشینی کے لفظ کو لے بیٹھے حالانکہ بات بالکل واضح تھی کہ جانشینی تو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بھی تھی۔ حضرت خلیفہ اول مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کے چھ سالہ عہد خلافت میں بھی تھی۔ اس لفظ سے خلافت کا انکار کیونکر جائز قرار پاسکتا ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انجمن کے تعلق تحریر فرمایا ہے:-

”چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اسلئے اسی انجمن کو دنیا داری کے رنگوں سے کھلی پاک رہنا ہوگا اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں۔“

(الوصیت ص ۲۵)

ظاہر ہے کہ یہ لفظ تو انجمن پر ایک روحانی (باقی کالم ۱ پر)

لوگ اس سلسلہ میں داخل ہونگے مختلف ملکوں سے جماعتوں کی جماعتیں داخل ہوں گی۔ اور وہ زمانہ آتا ہے کہ گاؤں کے گاؤں اور شہر کے شہر احمدی ہوں گے۔ (تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۱۵ء)

الہامی خلافت ص ۱۹

اگر ہم دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا آپ حافظ و نامہ ہو اور آپ کا جہد مبارک احمدیت اور اسلام کے غلبہ اور فتح کا جہد ہو۔ اللہ اعلم امین +

۵ اور عظیم ذمہ داری ڈالنے کے لئے لکھے گئے ہیں اور وہ یہ ہے کہ انجمن کے ممبر دنیا داری کے رنگ سے الگ رہیں اور ان کا ہر معاملہ صاف اور انصاف پر مبنی ہونا چاہیئے۔ یہ لفظ جانشینی تو ذمہ داری کے لئے مذکور ہے نہ کہ انجمن کے صاحب اقتدار ہونے اور خلیفہ وقت کے حریف ہونے پر دلالت کرنے کے لئے۔ کیا غیر مبايع صاحبان اس نکتہ پر غور کریں گے؟ اگر وہ یہ بات ذہن نشین کر سکیں تو لفظ جانشینی کا مفہوم ظاہر و باہر سے مطلب یہ ہے کہ انجمن نیک اور متقی ہونے چاہئیں جس جگہ اس لفظ کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اب خلیفہ کی ضرورت نہیں +

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمۃ اللہ علیہ کے حضور

(مکرم جناب مولوی امین اللہ لٹن صاحب آلت سابق مبلغ امریکا)

اے حافظِ اُمِّ الْکِتَابِ اے ناصرِ دینِ مہتیں
اے نائبِ عیسیٰ نفس حضرت امیرِ المومنین

اے نازشِ بزمِ جہاں اے نو بہارِ گلستاں
اے راحتِ قلب و نظر اے شاؤ ملکِ قدسیاں

اے چشمِ فیضِ ہدی اے بہر و ماہِ زندگی
وہجہ شاطِ بے دلاں اے باعثِ سرِ زندگی

مُشکرِ خداوندِ کریم تو ہے امیرِ قافلہ
تو رہبرِ موحود ہے تعبیرِ لفظِ ناسلہ

اسلام کے بطلِ جلیل اے پیکرِ حسن و کمال
اے اشبحِ عہدِ رواں اے صاحبِ رعب و ہلال

اے محسن و رافتِ شعاب اے مہرباں اسے محتشم
من از نگاہِ خاص تو عفو و عنایت یافتم

اے سید و آقائے من اے باعثِ صداقتِ خمار
باوصفِ این جمعِ صفات یا للعجب! ایں انکسار

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا آسمانی خطاب ”صادق“

۱۹۰۸ء میں ایک غیر مبائع بزرگ کا خواب

(مکرر جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد)

سے غرا رہا ہے۔ اس پر اس نے کہا کہ حضرت یس خرقا نہیں کرتا میں بھی سیدھا قادیان سے ہی آ رہا ہوں اور میں خود اُن کی نعش مبارک جولاہو سے آئی تھی لوگوں کو دفناتے دیکھ کر آیا ہوں۔ یہ بات سن کر میں فوراً قادیان کو روانہ ہوا۔ اُس وقت وہاں پہنچا جب شام ہو چکی تھی اور جماعت حضرت مولانا نور الدین صاحب کی بیعت کر چکی تھی۔ یہ ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کا دن تھا۔ میں اس وقت حضرت صاحب کی قبر پر جانا چاہتا تھا لیکن اندھیرے اور راستے کی نوابی سے بوجہ ڈھاب نہ پاسکا۔ خیر رات کو تہجد میں دعا کر رہا تھا تو خیال آیا حضرت مولوی نور الدین کے بعد کون خلیفہ ہو گا اور آواز آئی بشیر الدین محمد دوا احمد۔ مگر وہ آتے

سید اسد اللہ شاہ صاحب ایک غیر مبائع ”بزرگ“ تھے جن کے کثوف و الہامات کا غیر مبائعین میں چرچا رہتا ہے۔ ملک خدا بخش صاحب پشاور سپرنٹنڈنٹ محکمہ ہمارے رسالہ ”روح اسلام“ (جولائی ۱۹۵۷ء) میں ان کا ایک خواب شائع کیا تھا جس میں ان کو خلافتِ ثانیہ اور خلافتِ ثالثہ کے قیام کی شہادت میں خبر دی گئی تھی۔

جناب ملک خدا بخش صاحب کے قلم سے اس اہم خواب کی تفصیل ملاحظہ ہو۔ تحریر فرماتے ہیں:-

”حضرت شاہ صاحب نے فرمایا

کہ جب حضرت مسیح موعودؑ کی وفات ہوئی تو اس وقت قادیان کے قریب ایک گاؤں میں گروہ درہی کر رہا تھا کہ ایک دوست جو کہ غیر احمدی تھا آکر کہنے لگا کہ شاہ صاحب آخر انگریزوں نے مرزا صاحب کو مروا ہی دیا۔ میں نے اس کا جواب دیا نہ انگریز نہ تم لوگ اس شیر کو مروا سکتے ہو اور نہ وہ مر سکتا ہے وہ برابر خدا کے فضل و کرم

ہی مرتد بن ہو جائے گا۔ پھر میں نے
کہا کہ اس کے بعد کون ہوگا؟
ایک نہایت ہی سربلی اور لمبی آواز
آئی۔ ”صادق“

(روح اسلام جولائی ۱۹۵۷ء ص ۵۵)

اس روایہ سے مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوتے

ہیں :-

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر جماعت

احدیہ کا سب سے پہلا اجماع شخصی خلافت پر ہوا۔

۲۔ سید اسد اللہ شاہ صاحب جیسے خیر مہاتج

بزرگ خلافت اولیٰ میں قطعی طور پر اس

مسئلہ پر قائم تھے کہ آئندہ بھی شخصی خلافت

ہی کا قیام ہوگا نہ کہ انجمن خلیفہ المسیح قرار

پائے گی ورنہ ان کو آئندہ خلیفہ کے لئے

دعا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

۳۔ خدا تعالیٰ نے آئندہ خلفاء کے ناموں کا
انکشاف فرما کر یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ اس
کی جناب میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کی حقیقی جانشین انجمن نہیں بلکہ قدرت ثانیہ
کے منظر بعض وجود ہیں جو یکے بعد دیگرے
ظاہر ہوں گے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں خلافت ثانیہ پر حضرت

صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کو

ممکن کیا جانا پہلے سے مقدر تھا۔ چنانچہ

آپ کے نام تک سے سید اسد اللہ شاہ

صاحب کو بھی خبر دی گئی تھی۔

۵۔ خلافت ثانیہ کے بعد خلافت ثالثہ کا قیام

بھی خدائی فوٹستہ کے مطابق ہونا ضروری

تھا۔

۶۔ حضرت خلیفہ المسیح الثالث علیہ السلام

کو آسمان پر ”صادق“ کے خطاب سے

نوازا گیا ہے جو خلافت ثالثہ کی حقانیت

پر زبردست بُرہان ہے۔

اے کاشش ہمارے پچھڑے ہوئے بھائی

خدائی اوشاد ”کُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ“

کے پیش نظر جلد از جلد خلافت ثالثہ کے پرچم

ستے اٹھ ہو جائیں اور خدا تعالیٰ کی خیر ممولی نصرتوں

بزرگوں اور رحمتوں کے وارث ہوں۔

آمین +

۱۔ مرتد بن ہو جانا پر ٹھیک نہ لگے۔ حضرت

خلیفہ المسیح الثانی نے حضرت خلیفہ اولیٰ کے وصال پر

جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کو شکوک

کی کہ وہ خلافت سے وابستہ رہیں اور جیسے چاہیں خلیفہ

منتخب کر لیں ہم سب اس کی بیعت کر لیں گے۔ اس غرض

کے لئے حضور نے ذات کے تیروں معنی دماؤں سے بھی مدد

لی مگر آہ خدائی نشیت کے مطابق یہ تیرنہ نہ پر نہ بیٹھے اور نہ

دو حصوں میں بٹ گئی۔ ان الفاظ میں قطعی طور پر اس مادہ عقلی

کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ (شاہد)

اسلام میں خلافت کا نظام

(رقم نمبر مودہ سیدی حضرت میرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے اے رضی اللہ عنہ)

ذیل کا قیمتی مقالہ سیدی حضرت میرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے الفرقان کے خلافت نمبر ۱۹۶۲ء کے لئے تحریر فرمایا تھا۔ حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ نے ماہنامہ الفرقان کی ہمیشہ جو صلاح فرمائی اور قدر دانی فرمائی ہے وہ ہر خاص نمبر میں اپنے رشحاتِ قلم سے فوازا ہے۔ اب آپ کی یادیں ہم پر مقابلہ دوبارہ شائع کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے آمین۔ (ایڈیٹر)

سوال اور (۱) خلافت کا زمانہ۔ میں ان سب کے متعلق مختصر فقرات میں جواب دینے کی کوشش کروں گا۔ واللہ الموفق والمستعان۔

خلافت کی تعریف سب سے پہلے اول نمبر پر خلافت کی تعریف کا سوال ہے یعنی یہ

کہ خلافت سے مراد کیا ہے اور نظامِ خلافت کس چیز کا نام ہے؟ سو جاننا چاہیے کہ خلافت ایک عربی لفظ ہے جس کے لغوی معنی کسی کے پیچھے آنے یا کسی کا قائم مقام بننے یا کسی کا نائب ہو کر اس کی نیابت کے فرائض سرانجام دینے کے ہیں اور اصطلاحی طور پر خلیفہ کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اول وہ ذاتی مصلح جو خدا کی طرف سے دنیا میں کسی اصلاحی کام کے لئے مامور ہو کر مبعوث کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس معنی میں تمام انبیاء اور رسول خلیفہ اللہ کہلاتے ہیں۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے نائب ہونے کی حیثیت میں کام کرتے ہیں اور انہی معنوں میں قرآن شریف نے حضرت آدمؑ اور حضرت داؤدؑ کو

مقرر کی مولوی ابوالعطاء صاحب ایڈیٹر الفرقان اور پرنسپل جامعہ امدیہ نے مجھ سے باہر ادخاؤں کی ہے کہ رسالہ الفرقان کے خلافت نمبر کے لئے کوئی مضمون لکھ کر ارسال کروں۔ میں اسے سراہ کر خدا تعالیٰ کا فضل و احسان سمجھتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک حد تک تحریری خدمت کی توفیق سے رکھی ہے لیکن طبیعت کی موجودہ حالت میں اور اتنے تنگ وقت پر (کیونکہ مضمون کا مطالبہ آج شام یا کل صبح تک ہے) کبھی کے ساتھ مضمون لکھنا ممکن نہیں۔ پس میں فی الحال محض شرکت کے ثواب کی خاطر ادو مولوی صاحب موصوف کی خواہش کے احترام میں ذیل کے فقرات پر اکتفا کرتا ہوں وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَبِغِيَةِ الْمُؤْمِنِينَ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ۔

خلافت کا مضمون موٹے طور پر مندرجہ ذیل شاخوں میں تقسیم شدہ ہے (۱) خلافت کی تعریف (۲) خلافت کی ضرورت (۳) خلافت کا قیام (۴) خلافت کی علامات (۵) خلافت کے اختیارات (۶) خلافت سے عزل کا

”خلیفہ“ کے نام سے یاد کیا ہے۔ دوسرا وہ برگزیدہ شخص جو کسی نبی یا روحانی مصلح کی وفات کے بعد اس کے کام کی تکمیل کے لئے اس کا قائم مقام اور اس کی جماعت کا امام بننا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما خلیفہ بنے۔

خلافت کی ضرورت

ادوسرا سوال خلافت کی ضرورت کا ہے یعنی نظام خلافت کی ضرورت کس غرض سے پیش آتی ہے؟ سو اس کے متعلق جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر کام حکمت و دانائی کے ماتحت ہوتا ہے۔ چونکہ اس کے قانون طبعی کے ماتحت انسان کی عمر محدود ہے لیکن اصلاح کا کام لمبے زمانہ کی نگرانی اور تربیت چاہتا ہے اسلئے خدا تعالیٰ نے نبوت کے بعد خلافت کا نظام مقرر فرمایا ہے تاکہ نبی کی وفات کے بعد خلفاء کے ذریعہ اس کے کام کی تکمیل ہو سکے۔ گویا جو تخم نبی کے ذریعہ بویا جاتا ہے اسے خدا تعالیٰ خلفاء کے ذریعہ اس حد تک تکمیل کو پہنچانے کا انتظام فرماتا ہے کہ وہ ابتدائی خطرات سے محفوظ ہو کر ایک مضبوط پودے کی صورت اختیار کرے۔ اس سے ظاہر ہے کہ خلافت کا نظام دراصل نبوت کے نظام کی فرع اور اس کا تتمہ ہے۔ یہی لئے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم حدیث میں فرماتے ہیں کہ ہر نبوت کے بعد خلافت کا نظام قائم ہوتا ہے۔

خلافت کا قیام | چونکہ خلافت کا نظام نبوت کے نظام کی فرع اور اس کا

تتمہ ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے اس کے قیام کو نبوت کی طرح اپنے ہاتھ میں رکھا ہے تاکہ خدا کے علم میں شخص بھی غفلت نہ لگے اور اس سے اس کو بوجھ کو اٹھانے کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہو وہی مسند خلافت پر متمکن ہو سکے۔ البتہ چونکہ نبی کی بعثت کے بعد مومنوں کی ایک جماعت وجود میں آچکی ہوتی ہے اور وہ نبوت کے فیض سے تربیت یافتہ بھی ہوتی ہے اسلئے خدا تعالیٰ خلافت کے انتخاب میں مومنوں کو بھی حصہ دار بنا دیتا ہے تاکہ وہ اس کی اطاعت بجالانے اور اس کے ساتھ تعاون کرنے میں زیادہ شرح صدر محسوس کریں۔ اس طرح خلیفہ کا انتخاب ایک عجیب و غریب مخلوط قسم کا رنگ نکلتا ہے کہ بظاہر مومن انتخاب کرتے ہیں مگر حقیقتہً خدا کی تقدیر پوری ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ مومنوں کے دلوں پر تصرف فرما کر ان کی رائے کو اپنی شخص کی طرف مائل کر دیتا ہے۔ اسی لئے قرآن شریف میں ہر ایک خلفاء کے تقرر کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے اور بار بار فرمایا ہے کہ خلیفہ میں بنانا ہوں۔ اور اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے متعلق حدیث میں فرماتے ہیں کہ میرے بعد خدا اور مومنوں کی جماعت ابوبکرؓ کے سوا کسی اور شخص کی خلافت پر راضی نہیں ہوں گے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی رسالہ اوصیت میں یہی نکتہ بیان فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ نے خود حضرت ابوبکرؓ کو کھڑا کر کے مسلمانوں کی گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیا اور

حضرت ابو بکرؓ کی مثال پر خود اپنے متعلق بھی فرماتے ہیں کہ میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو خدا کی دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ ان حوالوں سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ گویا مگر خلافت کے تقرر میں مومنوں کی رائے کا بھی دخل ہوتا ہے لیکن حقیقتہً تقدیر خدا کی جلتی ہے۔

خلافت کی علامت | اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ خلافت کی علامات کیا

میں جس سے ایک سچے خلیفہ کو شناخت کیا جاسکے؟
 سو جانا چاہیئے کہ جیسا کہ قرآن و حدیث سے ثابت
 ہوتا ہے کہ خلیفہ برحق کی دو بڑی علامتیں ہیں۔ ایک
 علامت وہ ہے جو سورہ نور کی آیت اختلاف میں
 بیان کی گئی ہے یعنی لَيْسَ كُنَّ لَهُمْ دِيْنُهُمْ
 الَّذِي اُرْتَضٰ لَهُمْ وَكَيْفَ لَنُؤْمِنَ
 بِخَدُوْعِهِمَا مَنَا يَعْبُدُوْنَ وَلَيْسَ كَا
 يُشْرِكُوْنَ فِيْ شَيْئًا یعنی "سچے خلفاء کے ذریعہ
 خدا تعالیٰ دین کی مضبوطی کا سامان پیدا کرتا ہے
 اور مومنوں کی خوف کی حالت کو امن سے بدل دیتا
 ہے۔ یہ خلفاء صرف میری ہی عبادت کرتے ہیں اور میرے
 ساتھ کسی چیز کو بھی شریک نہیں ٹھہراتے" اس میں اس طرح
 مرد و ختن اپنے ظاہری پھل سے پہچانا جاتا ہے اسی طرح
 سچا خلیفہ اپنے اس روحانی پھل سے پہچانا جاتا ہے
 جو اس کی ذات کے ساتھ ازل سے مقدر ہو چکا ہے
 دوسری علامت حدیث میں بیان کی گئی ہے جو یہ
 ہے کہ استثنائی حالات کو چھوڑ کر یہ خلیفہ کا انتخاب

مومنوں کی اتفاق رائے یا کثرت رائے سے ہونا چاہیے کیونکہ گو حقیقتاً تقدیر خدا کی جلتی ہے مگر خدا نے اپنی حکمت و تدبیر کے ماتحت خلفاء کے تقدیر میں بظاہر مومنوں کی رائے کا بھی دخل رکھا ہوا ہے جیسا کہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے تعلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یدفع اللہ ویأبى المؤمنون یعنی نہ تو خدائی تقدیر ابو بکرؓ کے سوا کسی اور کو خلیفہ بننے دیگی اور نہ ہی مومنوں کی جماعت کسی اور کی خلافت پر راضی ہوگی۔ پس ہر خلیفہ برحق کی یہ دوہری علامت ہے کہ ۱) وہ مومنوں کے انتخاب سے قائم ہو اور (۲) خدا نے اپنے فضل سے اس کی نصرت اور تائید میں کھڑا ہو جائے اور اس کے ذریعہ دین کو ملکوت پہنچے۔ اس کے سوا بعض اور علامتیں بھی ہیں مگر اس بلکہ اس تفصیل کی گنجائش نہیں ہے جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے

خلافت کی برکات

خلافت کا نظام ایک بہت ہی مبارک نظام ہے جس کے ذریعہ آفتاب نبوت کے ظاہری غروب کے بعد اللہ تعالیٰ ماہتاب نبوت کے طلوع کا انتظام فرماتا ہے اور الہی جماعت کو اسی دھکے کے اثرات سے بچا لیتا ہے جو نبی کی وفات کے بعد نوزائیدہ جماعت پر ایک بھاری مصیبت کے طور پر وارد ہوتا ہے۔ نبی کا کام جیسا کہ قرآن شریف کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے تبلیغ ہدایت کے ساتھ ساتھ مومنوں کی جماعت کی دینی تعلیم ان کی روحانی و اخلاقی تربیت اور ان کی تنظیم سے تعلق رکھتا ہے اور یہ سارے کام نبی کی وفات کے

خلافت کے اختیارات | اگلا سوال خلافت کے

رکھتا ہے۔ سو اس سوال کے جواب کو سمجھنے کیلئے بنیادی نکتہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ خلافت ایک روحانی نظام ہے جس میں حکومت کا حق اُپر سے نیچے کو آتا ہے۔ اور چونکہ خلافت کا نظام نبوت کے نظام کی فرع ہے اور دوسری طرف شریعت ہمیشہ کے لئے مکمل ہو چکی ہے اسلئے جس طرح شریعت کے حدود کے اندر اندر نبوت کے اختیارات وسیع ہیں اسی طرح شریعت و سنت نبوت کی حدود کے اندر اندر خلافت کے اختیارات بھی وسیع ہیں یعنی ایک خلیفہ اسلامی شریعت کی حدود کے اندر اندر اور اپنے نبی متبوع کی سنت کے تابع رہتے ہوئے الٰہی جماعت کے نظم و نسق میں وسیع اختیارات رکھتا ہے۔ موجودہ زمانہ کے جمہوریت زدہ نوجوان اس بات پر حیران ہوتے ہیں کہ ایک واحد شخص کے اختیارات کو اتنی وسعت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے لیکن انہیں سوچنا چاہیے کہ اول تو خلافت کی جمہوری اور دنیوی نظام کا حصہ نہیں بلکہ روحانی اور دینی نظام کا حصہ ہے جس کا حق خدا تعالیٰ کے اذلی حق کا حصہ بن کر اُپر سے نیچے کو آتا ہے اور خدا کا مانتہ خلفاء کے سر پر ہوتا ہے۔ دوسرے جب ایک خلیفہ کے لئے شریعت کی آہنی حدود معین ہیں اور نبی متبوع کی سنت کی چار دیواری بھی موجود ہے تو ان ٹھوس قیود کے ماتحت اس کے اختیارات کی وسعت پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ نبی کے بعد خلیفہ کا وجود یقیناً ایک نعمت اور رحمت ہے اور رحمت کی وسعت بہر حال برکت کا موجب ہوتی ہے

بعد خلیفہ وقت کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں جس کا وجود جماعت کو انتشار سے بچا کر انہیں ایک مضبوط لڑی میں پروئے رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں نبی کا وجود جماعت کے لئے محبت اور اخلاص کے تعلقات کا روحانی مرکز ہوتا ہے جس کے ذریعہ وہ اتحاد اور یکجہتی اور یکہمی تعاون کا ذریعہ بنتی سکتے ہیں اور خلیفہ کا وجود اس درجہ وفا کو جاری اور تازہ رکھنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کے وجود کو جو ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی وجہ سے خلیفہ کے وجود کے ساتھ لازم و ملزوم ہے ایک بہت بڑی نعمت قرار دیا ہے اور اسے انتہائی اہمیت دی ہے اور جماعت میں انتشار پیدا کرنے والے پر لعنت بھیجی ہے چنانچہ فرماتے ہیں مَنْ شَذَّ هَذَا فِي النَّارِ یعنی جو شخص جماعت سے لگتا اور اس کے اندر فرقہ پیدا کرتا ہے وہ اپنے لئے آگ کا رستہ کھولتا ہے۔ اور دوسری جگہ فرماتے ہیں عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمُهَدِّدِينَ یعنی اے مسلمانو! تم پر تمام دینی امور میں میری سنت پر عمل کرنا اور میرے بعد میرے خلفاء کے زمانہ میں اُن کی سنت پر عمل کرنا بھی واجب ہوگا کیونکہ وہ خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ ہوں گے۔ پس خلافت کا نظام ایک نہایت ہی بابرکت نظام ہے جس کے ذریعہ جماعتی اتحاد اور مرکزیت کے علاوہ جس کلمہ فرود آئیدہ جماعت کو بھاری ضرورت ہوتی ہے نبوت کا نور جماعت کے سر پر جلوہ افروز ہوتا ہے اور یہ ایک بہت بڑی نعمت اور بہت بڑی برکت ہے۔

کہ اعتراض کا۔ بایں ہر اسلام یہ ہدایت دیتا ہے کہ چونکہ خلیفہ کے انتخاب میں بظاہر لوگوں کی رائے کا بھی دخل ہوتا ہے اسلئے اسے تمام اہم امور میں مومنوں کے مشورہ سے کام کرنا چاہیئے۔ بیشک وہ اس بات کا پابند نہیں کہ لوگوں کے مشورہ کو ہر صورت میں قبول کرے لیکن وہ مشورہ حاصل کرنے کا پابند ضرور ہے تاکہ اس طرح ایک طرف جماعت میں ملی اور دینی سیاست کی تربیت کا کام جاری رہے اور دوسری طرف امام کاموں میں مشورہ قبول کرنے سے جماعت میں زیادہ یکسانیت کی کیفیت پیدا ہو۔ لیکن خاص حالات میں وَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ کا مقام بھی قائم ہے یہ ایک بہت لطیف فلسفہ ہے وَلٰكِنْ قَلِيلًا مَّا يَتَفَكَّرُونَ۔

خلافت سے عزل کا سوال

وہ بعض اوقات اپنی نادانی سے خلیفہ کے عزل کے سوال میں الجھنے لگتے ہیں۔ وہ دنیا کے جمہوری نظاموں کی طرح خلافت کو بھی ایک دنیوی نظام خیال کر کے سب ضرورت خلیفہ کے عزل کا راستہ تلاش کرنا جانتے ہیں۔ یہ ایک انتہا درجہ کی جہالت کا خیال ہے جو خلافت کے حقیقی مقام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ حق یہ ہے کہ جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے خلافت ایک مدنی نظام ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص تصرف کے ماتحت نبوت کے تتمہ اور تکملہ کے طور پر قائم کیا جاتا ہے اور گو اس میں مصلحت الہی سے بظاہر لوگوں کی رائے کا بھی دخل ہوتا ہے مگر حقیقت وہ خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر کے ماتحت قائم ہوتا ہے اور پھر وہ ایک

اعلیٰ درجہ کا الہی انعام بھی ہے۔ پس اس کے متعلق کسی صورت میں عزل کا سوال پیدا نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے حضرت عثمان کی خلافت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ خدا تجھے ایک قمیص پہنائے گا مگر منافق لوگ اسے اتارنا چاہیں گے لیکن تم اسے ہرگز نہ اتارنا۔ اس مختصر ارشاد میں خلافت کے بابرکت قیام اور عزل کی ناپاک تحریک کا سارا فلسفہ آہلٹا ہے پھر نادان لوگ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اگر باوجود اس کے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اس کے عزل کا سوال اٹھ سکتا ہے تو پھر نعوذ باللہ ایک نبی کے عزل کا سوال کیوں نہیں اٹھ سکتا؟ پس حق یہی ہے کہ خلفاء کے عزل کا سوال بالکل خارج از بحث ہے اور انبیاء کی طرح ان کے مرسوم عزل کی ایک ہی صورت ہے کہ خدا انہیں موت کے ذریعہ دنیا سے اٹھالے۔ خوب یاد رکھو کہ خلافت کے عزل کا سوال خلافت کے قیام کی فرع ہے نہ کہ ایک مستقل سوال پس اگر یہ ایک حقیقت ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں اس نے بار بار اعلان فرمایا ہے اور جیسا کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عثمانؓ کے معاملہ میں صراحت فرمائی ہے تو عزل کا سوال کسی پتے مومن کے دل میں ایک لمحہ کے لئے بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اسلام تو اس ضبط و نظم کا مذہب ہے کہ اس نے دنیوی حکمرانوں کے متعلق بھی جو محض لوگوں کی رائے سے یا ورثہ کی صورت میں قائم ہوتے ہیں تعلیم دی ہے کہ ان کے خلاف سرٹھانے اور

ان کے عزل کی کوشش کرنے کے درپے نہ ہو اَلَا اِنَّ
تَوَدَّ اَكْثَرُا بَوًا حَسًا سَوَا اِنَّ اس کے کہ تم ان
کے روتے میں خدائی قانون کی صریح بغاوت پاؤ تو
کیا وہ خدا کے بنائے ہوئے خلفاء اور نبی کے مقدس
جانشینوں کے متعلق عزل کی اجازت سے سکتا ہے؟
حیہات حیہات ہما تو مرون!

خلافت کا زمانہ

بالا تو اس بحث میں خلافت کے زمانہ کا سوال پیدا ہوتا ہے
سو ظاہر ہے کہ جب خلافت خدا کا ایک انعام ہے اور
وہ نبوت کے کام کی تکمیل کے لئے آتی ہے تو لازماً
اس کے قیام کی وہی شرطیں بھی جائیں گی۔ اول یہ کہ
خدا نے حکیم و علیم کے علم میں مومنوں کی جماعت میں
اس کی اہلیت رکھنے والے لوگ موجود ہوں اور
دوسرے یہ کہ نبوت کے کام کی تکمیل کے لئے اس کی
ضرورت باقی ہو۔ اور چونکہ یہ دونوں باتیں خدا تعالیٰ
کے مخصوص علم سے تعلق رکھتی ہیں اسلئے کسی دوسری
خلافت کے زمانہ کا علم بھی صرف خدا کو ہی ہو سکتا
ہے۔ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نبوت کے متعلق
فرماتا ہے اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ
یعنی ”اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کس کے
پیرد کرے گا“ اور چونکہ خلافت کا نظام بھی نبوت
کے نظام کی فرع ہے اسلئے اس کے لئے بھی یہی
قانون نافذ سمجھا جائے گا جو اس لطیف آیت میں
نبوت کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔ اب چونکہ حَيْثُ
کا لفظ جو اس آیت میں رکھا گیا ہے۔ عربی زبان میں

ظرف مکان اور ظرف زمان دونوں طرح
استعمال ہوتا ہے اسلئے اس آیت کے مکمل معنی یہ
نہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس بات کو بہتر جانتا ہے
کہ نبوت اور اس کی اتباع میں خلافت پر کسی شخص
کو فائزہ کرے اور پھر کس عرصہ تک کے لئے
اس انعام کو جاری رکھے؟ پس سبب تک کسی الہی
جماعت میں خلافت کی اہلیت رکھنے والے لوگ
موجود رہیں گے اور پھر جب تک خدا کے علم میں کسی
الہی جماعت کے لئے نبوت کے کام کی تکمیل اور
اس کی تعمیری کے نشوونما کی ضرورت باقی رہے گی
خلافت کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اور اگر کسی وقت
ظاہری اور تنظیمی خلافت کا دور رہے گا تو اس کے
مقابل پر اسلام کی خدمت کے لئے روحانی خلافت
کا دور ابھر آئے گا اور اس طرح اللہ تعالیٰ اسلام
کے بارخ پر کبھی دائمی خزاں کا غلبہ نہیں ہو گا وَاُولٰٓئِكَ
تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ *

خاکسار
راقم
مرزا بشیر احمد
ربوہ

۲۷/۵۲

خلافت کے متعلق غیر مبایعین کا غیر اسلامی موقف

غیر مبایعین کے تازہ اعتراضات کے جوابات

اپنے پہلے اجلاس میں یہ قرارداد پاس کی کہ ۱۔

”صاحبزادہ (حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد) صاحب کے انتخاب کو اس حد تک ہم جائز سمجھتے ہیں کہ وہ غیر احمدیوں سے احمد کے نام پر بیعت لیں یعنی اپنے سلسلہ احمدیہ میں ان کو داخل کر دیں لیکن احمدیوں سے دوبارہ بیعت لینے کی ہم ضرورت نہیں سمجھتے۔ اس حیثیت میں ہم انہیں امیر تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن اس کے لئے بیعت کی ضرورت نہ ہوگی اور نہ ہی امیر اس بات کا مجاز ہوگا کہ جو حقوق و اختیارات صدر انجمن احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیئے ہیں اور اس کو اپنا جانشین قرار دیا ہے اس میں کسی قسم کی دست اندازی

(۱)۔

پچھ سال تک جماعت احمدیہ میں خلافت کو ماننے کے بعد حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات پر غیر مبایعین نے خلافت احمدیہ کے خلاف خروج کیا اور ائمہ کے لئے خلفاء کے ماننے سے انکار کر دیا۔ غیر مبایعین (فریق لاہور) کا موقف سراسر غلط موقف ہے۔ اگر ان کے نزدیک جماعت احمدیہ میں خلافت نہیں تھی تو انہوں نے پچھ سال تک حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ المسیح الاول کیوں تسلیم کئے رکھا اور آپ کی بیعت کیوں کی اور یہ اعلان کیوں کیا کہ ہم انہیں ”وصایا مہذبہ رسالہ الوصیت“ کے مطابق خلیفہ مانتے ہیں؟ مسئلہ میں خلافتِ ثانیہ کے وقت ان کا اپنے اس طریق سے دو گردانی کرنا اور خلافت کے خلاف خروج کرنا سراسر ناجائز اور نادر و اسے جس کے جو اند کی کوئی وجہ وہ پیش نہیں کر سکتے۔

۱۹۱۴ء میں مرکز سلسلہ سے علیحدہ ہو کر لاہور پہنچے پر ۲۲ مارچ ۱۹۱۴ء کو غیر مبایعین نے

کرے۔

(پیغام صلح ۲۲ مارچ ۱۹۶۷ء)

اس کے معنی یہ ہیں کہ غیر مبایع صاحبان حضرت میرزا محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ کو ایسا خلیفہ یا امیر ماننے کے لئے تیار تھے جس کی نہ بیعت کی جائے اور نہ جسے انجمن کے معاملات میں دخل دینے کا اختیار ہو۔ حالانکہ وہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے متعلق مان چکے تھے کہ:-

(الف) "حضرت مولوی صاحب موصوف

کا فرمان آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ

حضرت اقدس مسیح موعود و ہدیٰ

معبود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔"

(اخبار بدلتہ ۲ جون ۱۹۰۶ء ص ۶)

(ب) "ساری قوم کے آپہ طاع ہیں

اور سب ممبران مجلس متمدین آپ

کی بیعت میں داخل اور آپ کے

فرمانبردار ہیں۔" (پیغام صلح ۲ دسمبر ۱۹۱۳ء)

اندریں صورت خلیفہ دوم کے بارے میں عدم بیعت وغیرہ کی شرائط لگانا سرسرا جائز اور غلط بات تھی جو کسی طرح قابل قبول نہ تھی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جس پر پڑ کر غیر مبایعین نے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنائی اور خلافت احمدیہ بناوت پر کمر بستہ ہو گئے۔ مولوی محمد علی صاحب یہ چاہتے تھے کہ خلیفہ انجمن کے ماتحت ہو جسے وہ جب چاہے معزول

کر دیا کرے انہوں نے لکھا ہے کہ:-

(۱) "ہمارے نزدیک انجمن حضرت مسیح موعود کی

حقیقی جانشین ہے اور وہ امیر یا خلیفہ کو مقرر

بھی کر سکتی اور اسے معزول بھی کر سکتی ہے۔"

(۲) "انجمن کا اختیار ہے کسی کو ایک سال کے لئے

مقرر کر دینے یا دس سال کے لئے یا ساری عمر

کے لئے۔" (پیغام صلح ۱۲ مئی ۱۹۱۳ء)

گویا غیر مبایعین کا اقتدائی موقف یہ تھا کہ خلیفہ پیشک

"ساری عمر کے لئے" بھی بنایا جائے مگر اسے مقرر کرنے

والی اور معزول کرنے والی انجمن ہوگی اسی لئے وہ بشرط

کرنا چاہتے تھے کہ خلیفہ کی بیعت ضروری نہیں ہوگی اور

خلیفہ کو انجمن کے معاملات میں دخل دینے کی اجازت نہیں

ہوگی۔ ظاہر ہے کہ اسلام میں خلفاء راشدین کا یہ مقام

نہیں ہوتا وہ تو ساری قوم کے مطاع ہوتے ہیں۔ پس

غیر مبایعین کا یہ غیر اسلامی موقف ہی جماعت میں تفرقہ

و شقاق کا موجب ہوا ہے اور انہوں نے ہی ماتحتی تصور

کر کے جماعت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی ذمہ داری اپنے

کندھوں پر لے لی ہے جس کے لئے وہ خدا کے سامنے

جوابدہ ہیں۔ اگرچہ غیر مبایعین کا یہ موقف شریعت کے

منافی تھا اور خود ان کے اپنے مسلک کے بھی خلاف تھا۔

وہ چھ برس تک حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے بارے میں

اختیار رکھ چکے تھے۔ تاہم ان کے مندرجہ بالا بیانات ظاہر ہے

کہ اس وقت تک وہ جماعت کے کسی اور عقیدہ اور عمل سے

اختلاف نہ رکھتے تھے۔ ان کے مزعومہ اختلافی مسائل بعد

کی پیداوار ہیں اصل جھگڑا ان کا خلیفہ کے مطلق ماننے یا نہ ماننے کا تھا۔

(۲)

ہم نے الفرقان مارچ ۱۹۶۷ء کے ادوار میں خلیفہ راشد

کے مقام کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا تھا کہ۔

”اسلام کی تعلیم کے مطابق انبیاء و خلفاء

راشدین اور مسلمان بادشاہ ہر سہ واجب الطاعت

ہیں۔ اپنے اپنے دائرہ میں ان کی اطاعت فرض

اور ضروری ہے اور ان کا مقابلہ کرنا ناجائز اور

گناہ ہے۔ اسلامی اصطلاحات میں انبیاء کی اطاعت

سے سرکشی کفر ہے۔ خلفائے راشدین کی اطاعت

انحراف فسق ہے اور مسلمان بادشاہوں کا مقابلہ

بغی ہے۔“

اس اسلامی واضح حقیقت کے بیان پر غیر مبایعین کا رسالہ

”روح اسلام“ بہت ناراض ہے، وہ اسے پادیدانہ

استقامت اور فراست قرار دیکر لکھتا ہے کہ۔

”الفرقان کے محترم مدیر نے اصل مسئلے کو

اُبھانے کے لئے پاپائی طرز استدلال سے کام لیا

ہے اور انبیاء و خلفاء اور بادشاہوں کو ایک ہی

صف میں کھڑا کر کے یکساں واجب الطاعت قرار

دیا ہے حالانکہ خود ہی کفر فسق اور بغی کے الفاظ

سے اطاعت کے مراتب کی تعیین کرنے کی کوشش بھی

کی ہے۔“ (روح اسلام، ص ۱۷۱، ۱۷۲)

جب ہم نے اطاعت کے مراتب کی تعیین کر دی ہے تو ایک

ہی صف میں کھڑا کر کے یکساں واجب الطاعت قرار دینے

کا اعتراض کیونکر درست ہے۔ ان کا یہ اعتراض تو خود متضاد

بیان پر مشتمل ہے۔ جہاں تک واجب الطاعت ہونے کا

سوال ہے تو ہم بھی واجب الطاعت ہے خلیفہ بھی واجب الطاعت

ہے اور شاہ بھی واجب الطاعت ہے لیکن ہر ایک کا مرتبہ و مقام

علیحدہ علیحدہ ہے۔ حدیث نبوی علیکم بستی و ستیۃ

الخلفاء الراشدین المہدیین کو پیش کر کے ہم نے

مقالہ میں واضح کر چکے ہیں کہ خلفاء راشدین واجب الطاعت

ہیں۔ بادشاہوں میں سے عادل بادشاہ کے واجب الطاعت

ہونے کا غیر مبایعین بھی انکار نہ کر سکیں گے۔ جابر بادشاہ

کے متعلق بھی حضرت تیر محمد امین صا شہیدؒ نے لکھا ہے کہ۔

”امیر المعروف اس طرح کرنا چاہیے کہ بغاوت

یا منازعت پیدا نہ ہو یہی کہ حد بغاوت تک پہنچ

جائے کیونکہ امام جابر کی بغاوت شرعاً ناجائز

نہیں۔“ (منصب امامت اردو ترجمہ ص ۱۳)

غیر مبایع بھائیوں کو زیادہ غصہ اس بات پہ ہے کہ ہم خلیفہ

راشد کو واجب الطاعت کیوں مانتے ہیں مگر ان کی یہ

نازکی قرآن مجید اور احادیث سے واقفیت کی بنا پر

ہم نے اس بارے میں آیات و احادیث کے حوالے الفرقان

(مارچ ۱۹۶۶ء) میں شائع کر دیئے ہیں غیر مبایعین کو ان پر غور

کرنا چاہیے۔ مدیر ”روح اسلام“ لکھتے ہیں قرآن حکیم نے

کسی خلیفہ یا مسلمان کو غیر مشروط مطاع قرار نہیں دیا۔

”غیر مشروط مطاع“ سے غیر مبایعین کی مراد کیا ہے اسے

انہوں نے واضح نہیں فرمایا۔ آیت فَإِنْ تَنَادَرْتُمْ

فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ سے شاید

انہیں غلطی لگی ہے۔ اس آیت کے سباق کے مطابق واضح

مفہوم یہ ہے کہ مسلمان اپنے باہمی تنازعات کو فیصلہ کیلئے

خدا اور رسول کی طرف لوٹائیں۔ آیت کا یہاں مفہوم یہ ہے

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ

مِنْكُمْ کہ تم اللہ کی اطاعت تیر رسول اور اولی الامر (خلفاء)

کی اطاعت کرو۔ اس آیت میں اولی الامر کی اطاعت کو رسول کی اطاعت ہی قرار دیا گیا ہے اور اسی کے مطابق حدیث نبوی میں آیا ہے مَنْ أَطَاعَ أَمِيرِي فَقَدْ أَطَاعَنِي کہ جو میرے امیر کی اطاعت کرے گا وہ میری اطاعت کرنے والا قرار پائے گا۔ پس آیت میں تَنَادَعْتُمْ سے مسلمانوں کے یا بھی تنازعہ مراد ہیں۔ اولو الامر بہر حال خدا و رسول کا تابع ہے جس طرح رسول بہر حال خدا تعالیٰ کا تابع ہے۔ اس تابعت سے مشروط و غیر مشروط مطاع کا استدلال بالکل غلط ہے ورنہ تو آیت کریمہ وَلَا يَعْصِيَنَّكَ فِي مَعْرُوفٍ سے کوئی غیر مباشر رسول کو بھی مشروط مطاع قرار دے گا۔

مدیر روج اسلام لکھتے ہیں "بعض روایات پر چلتا ہے کہ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ انصار کو حضرت صدیقؑ کے خلاف ابھارتے تھے۔"

الجواب۔ ہمارے نزدیک ایسی روایات اسلام کے دشمنوں نے ایجاد کی ہیں اور وہی ان کو ہوا سے رہے ہیں۔ مدیر صاحب ایسی کوئی صحیح روایت پیش نہیں کر سکتے۔ غیر سالیح ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں "حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتخاب حضرت علیؑ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور بعض دوسرے اکابر نے تسلیم نہ کیا۔"

الجواب۔ یہ بیان بھی سراسر غلط ہے حضرت علیؑ نے تو خلافت صدیقی کے انتخاب کو اپنی خلافت کے لئے بطور دلیل پیش فرمایا ہے (بیج البلاغہ) اگر وہ اس انتخاب کو درست تسلیم ہی نہیں کرتے تھے تو اسے دلیل کس طرح بنا سکتے تھے؟ ان بزرگوں کا طوعاً بیعت کرنا

بھی صحیح روایات سے ثابت ہے۔

مدیر روج اسلام نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؑ کے متعلق بعض عدالتوں میں مقدمات پیش ہوئے خلفاء نے یہ شخصیت کیوں اختیار نہ کی کہ کسی کو ایسا کرنے کی جرأت کیوں ہوئی ہم تو غیر مسئول ہیں۔

الجواب۔ ذاتی لین دین کے معاملہ میں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؑ کی ذات کے خلاف مقدمات پیش ہوئے ہیں۔ اس سے خلفاء راشدین کے مطاع ہونے پر کوئی حرج نہیں آتا۔ جو امر غیر مباحین کیلئے خاص طور پر قابل خوردہ ہے یہ ہے کہ خلیفہ وقت کی اطاعت کو اسلام نے لازمی قرار دیا ہے اور اسکے اوامر کو واجب الاتباع ٹھہرایا ہے۔

مدیر روج اسلام لکھتے ہیں "آپ اور ہم سب حضرت علیؑ کو خلیفہ راشد یقین کرتے ہیں کیا آپ کی نظر میں جن اصحاب کو ام نے حضرت علیؑ سے جنگ کی تھی سب فاسق اور گنہگار تھے؟"

الجواب۔ آپ خود بھی تو بتا دیتے کہ کیا آپ کے نزدیک حضرت علیؑ سے لڑنے والوں نے بڑے ثواب کا کام کیا تھا؟ اگر ان بزرگوں کی اجتہاد غلطی نہ ہوتی اور پھر ان کا رجوع ثابت نہ ہوتا تو یقیناً یہ زیر الزام آتے کہ انہوں نے خلیفہ راشد سے جنگ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کان الحق مع المرتضیٰ فمن خالفه فی وقتہ فقد بغی و طغی کہ حق حضرت علیؑ کے ساتھ تھا جس نے ان کے عہد خلافت میں ان کی مخالفت کی وہ یا غی اور طغی قرار پائے گا۔

مدیر روج اسلام خلفاء راشدین کے سلسلہ میں

بھی غیر مبایعین کا مذہب یا ان الفاظ درج کرتے ہیں کہ:-
 ”انہیں مسلمان الگ کر سکتے ہیں ان سے شدید
 اختلاف کیا جاسکتا ہے۔ ضرورت کے وقت
 ان کے خلاف جہاد بھی کیا جاسکتا ہے ان کی
 اطاعت سے انحراف بھی ہو سکتا ہے اور اس سے
 اسلام کا کچھ بھی نہیں بگڑتا بلکہ اسلام کا منشاء
 پورا ہوتا ہے“

یہی باتیں خلفاء راشدین کے بدترین دشمن کہتے رہے ہیں
 انہی کی ہاں میں ہاں ملانا غیر مبایعین کا شیوہ بن گیا ہے
 میں ان لوگوں کو ایک صحابی حضرت حنظلہؓ کے ان کلمات
 کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو انہوں نے حضرت عثمانؓ
 کے خلاف فتنہ پردازوں کی حرکات کو دیکھ کر کہے
 تھے۔ فرمایا یہ

تَجَلَبْتُ لِمَا يَحُورُنُ النَّاسُ فِيهِ
 يَوْمُ مَوْتِ الْخِلَافَةِ أَنْ تَزُولَ
 وَلَوْ ذَاكَ لَزَالَ الْخَيْرُ عَنْهُمْ
 وَلَا قُوا بَعْدَهَا ذُلًّا خَرِيئًا
 وَكَأَنَّهُمْ كَالْيَهُودِ أَوْ النَّصَارَى
 سَوَاءٌ كُلُّهُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ

ترجمہ۔ مجھے ان لوگوں کی گفتگو سے تعجب آتا ہے
 یہ لوگ چاہتے ہیں کہ خلافت جاتی رہے اگر
 وہ زائل ہو گئی تو ہر ضرورت دور ہو جائیگی
 اور یہ انتہائی ذلیل ہو جائیں گے اور یہ ان کی
 میں یہود و نصاریٰ کی مانند ہو جائیں گے اور
 اسلامی صراطِ مستقیم سے بھٹک

جائیں گے۔ (تاریخ ابن اثیر جلد ۲ ص ۳۷۷)
 مدبر و روح اسلام نے ایسا آخری بات یوں
 لکھی ہے کہ:-

”باقی رہی اطاعت بالمعروف۔ تو
 اس سے کہے انکا وہ ہے۔ اس طرح تو ایک
 دفتر میں ہیڈ کلرک اور جماعت میں استاد
 واجب الطاعت ہوتا ہے کیونکہ اسکے
 بغیر نظم و نسق قائم نہیں رہ سکتا۔“

کہاں خلفاء راشدین اور کہاں دفتر کا ہیڈ
 کلرک؟ کیا غیر مبایعین اپنے امیر کو ہیڈ کلرک کی طرح ہی
 سمجھتے ہیں؟ دفتر کے ہیڈ کلرک کو غیر مبایعین اپنے دائرہ
 میں واجب الطاعت مانتے ہیں مگر خلیفہ راشد کو اپنے
 دائرہ میں واجب الطاعت نہیں مانتے۔ ع

بہیں تفاوت رہ از کجاست تا کجا

اگر وہ خلفاء راشدین کو واجب الطاعت تسلیم کر کے
 ان کی بیعت کر لیں تو آج ہی غیر مبایعین کا وجود
 ختم ہو سکتا ہے۔ وہ سب مبایعین ہوں گے۔
 مگر ان لوگوں میں اسلامی روح کے خلاف جو
 تمرد اور سرکشی کا رفرما ہے اس کی موجودگی میں
 ان کا رجوع الی الحق بظاہر شکل نظر آتا ہے الا
 ان یشاء اللہ و هو علی ما یشاء
 قدیر و هو العزیز الحکیم +

الفرد و س

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

الفرد و س

۸۵- انارکلی لاہور

رشید ایل کدر

بلحاظ

خوبصورتی، مضبوطی، تیسل کی بچت

اور

افراطِ حرارت

دنیا بھر میں

بہترین ہیں

اپنے شہر کے ڈیلر سے

طلب فرمائیں!

رشید اینڈ برادرز

ٹرننگ بازار سیالکوٹ

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں

عمارتی لکڑی۔ دیار، گیل، پرتل، چیل

کافی تعداد میں موجود ہے۔

ضرورت مند اصحاب

ہمیں خدمت کا موقع دیکر مشکور فرمائیں!

• گلوب ٹمپل کارپوریشن

۲۵۔ نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور۔ فون ۶۲۶۱۸

• سٹار ٹمپل سٹور

۹۰۔ فیروز پور روڈ۔ لاہور

• لائپور ٹمپل سٹور

راجپاہ روڈ لائپور۔ فون ۳۸۰۸

تحریک جدید

ماہنامہ

”اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار“
آپ خود بھی یہاں مہ پڑھیں اور غیر از جماعت
دوستوں کو بھی پڑھائیں۔

سالانہ چندہ:۔ صرف دو روپے!

— مینجنگ ایڈیٹر



موتیاروک

• موتیاروک موتیابند کا

بلا پریش علاج ہے!

• موتیاروک دھند، جالا، پھولا،

لکڑوں کے لئے بھی بے حد مفید ہے۔

• موتیاروک بینائی کو تیز کرتا ہے،

اور چشمہ کی ضرورت نہیں رکھتا۔

• موتیاروک آنکھ کی ہر مرض کیلئے

مفید ہے!

بیت حکمت، لوہاری منڈی، لاہور

مفید اور مؤثر دوائیں

ترباق اکھڑا

اکھڑا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیحؒ کی بہترین تجویز جو نہایت عمدہ اور اعلیٰ اجزاء کیساتھ پیش کی جا رہی ہے۔!

اکھڑا بچوں کا مردہ پیدا ہونا یا پیدا ہوئے بعد جلد فوت ہو جانا یا پھوٹی عمر میں فوت ہونا یا لاغر ہونا ان تمام امراض کا بہترین علاج۔ ۱

قیمت :- پندرہ روپے

نور کا جیل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ!

آنکھوں کی خوبصورتی اور صحت کے لئے بہترین تحفہ۔

خارش، پانی بہنا، جھمی، ناخن، ضعف، بصرات وغیرہ امراض چشم کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ متعدد برقی روٹیوں کا سیاہ رنگ جو ہر بے جوہر مردہ ساٹھ سال سے استعمال میں ہے۔

شک و تر قیمت فی شیشی :- سو اور پیم

نور منجن

دانتوں کی صفائی صحت کیلئے از حد ضروری ہے۔ یہ منجن دانتوں کی صفائی اور مسوڑھوں کی حفاظت اور علاج کے لئے بہت مفید ہے۔

قیمت ۱- ایک روپے

نور نظر

اولادِ نرینہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیحؒ کی بہترین تجویز جس کے استعمال سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے لڑکا ہی پیدا ہوتا ہے۔

مکمل کورس :- پچیس روپے

خورشید یونانی دواخانہ رحیمہ ڈگول بازار ربوہ

(طابع و ناشر :- ابو العطاء جالندھری ڈی مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ڈی مقام شاعت :- دفتر ماہنامہ الفرقان ربوہ)

تردید عیسائیت

کے سلسلہ میں ان کتب کا مطالعہ آپ کے لئے بے حد مفید ثابت ہوگا۔

● مباحثہ مصر

قیمت ۰۶۲

دریسیائیت کے بنیادی عقائد پر جناب مولانا ابوالعطاء صاحب بشر اسلامی اور شہرہور عیسائی پادری ڈاکٹر فلیس کے مابین فیصلہ کن مباحثہ

● تحریری مناظرہ

قیمت ۱۰۵۰

(الوہیت مسیح کے بارہ میں جناب مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل اور شہرہور عیسائی پادری عبدالحق صاحب کے درمیان تحریری مناظرہ۔ جس میں دو دو پرپے لکھے جانے کے بعد پادری صاحب نے مزید کچھ لکھنے سے انکار کر دیا)

● الفرقان کا عیسائیت نمبر

قیمت ۱۰۲۵

(عیسائیت کے مختلف عقائد پر اہم قلم حضرات کے تحقیقی مقالات کا نادر مجموعہ)

● مباحثہ مصر کا انگریزی ترجمہ

قیمت ۱۰۲۵

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جلد کتب ہمارے مکتبہ سے مل سکتی ہیں۔

فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

مکتبہ الفرقان۔ ربوہ

ماہنامہ الفرقان اور احباب کا فرض

• حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا ارشاد :-

”میرے نزدیک الفرقان جیسا علمی رسالہ تیس چالیس ہزار بلکہ ایک لاکھ تک چھپنا چاہیے اور اس

کی بہت وسیع اشاعت ہونی چاہیے۔“ (افضل ۵ جنوری ۱۹۶۷ء)

• حضرت میرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

”رسالہ الفرقان بہت عمدہ اور قابل قدر رسالہ ہے اور اس قابل ہے کہ اس کی اشاعت زیادہ سے

زیادہ وسیع ہو کیونکہ اس میں تحقیقی اور علمی مضامین چھپتے ہیں اور قرآن کے محاسن پر بہت عمدہ طریق پر بحث کی جاتی

ہے۔ ایک طرح سے یہ رسالہ اس غرض و غایت کو پورا کر رہا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مد نظر یہ رسالہ

ریویو آف ریلیجنز اور دوائیڈیشن کے جاری کرنے میں تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ خواہش

بڑی گہری اور خدا کی پیدا کردہ آرزو پر مبنی ہے کہ اگر ایسے رسالہ کی اشاعت ایک لاکھ بھی ہو تو پھر بھی دنیا کو موجودہ فروغ

کے لحاظ سے کم ہے پس مخیر المستطیع احمدی اصحاب کو یہ رسالہ نہ صرف زیادہ سے زیادہ تعداد میں خود بخود پھیلنا چاہیے

بلکہ اپنی طرف سے نیک دل اور سچائی کی ترغیب رکھنے والے غیر احمدی اور غیر مسلم اصحاب کے نام بھی جاری

کرنا چاہیے تاکہ اس رسالہ کی غرض و غایت بصورت اسن پوری ہو اور اسلام کا آفتاب عالم تاب اپنی پوری شان کے

ساتھ ساری دنیا کو اپنے نور سے منور کرے۔“ (حاکسار میرزا بشیر احمد ربوہ ۱۱/۱۱/۶۷ء)

(افضل ۱۰ جولائی ۱۹۶۷ء)

رسالہ سالانہ چند لاکھ چھ روپے ہے!

میں خبر الفرقان ربوہ